گلدستہ خمسہ آل عبا علیہم السلام



فخرِ قوم و ملت عالیجناب مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ

م علی شاہ جیلانی مؤلف شاہی جنتری فیض باغ لاہور



قائد اعظم فخر قوم عالی جناب سر سیّد احمد خاں اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

حب آلِ عبا

یارب بمحمدؐ و علیؑ و زہراؑ | یارب بحسینؑ و حسنؑ آلِ عبا
از لطف برآر حاجتم در دو سرا | بے منتِ خلق یا علیِ الاعلیٰ

ابوسعید ابوالخیر

اوصاف مرتضائی

اوصاف علیؑ بگفتگو ممکن نیست | گنجائش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بو جبی کے دانم | الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

معین الدین اجمیری

ثبوت امامت

بدہ مرا تو خدایا دریں خجستہ سفر | ہزار نصرت و شادی ہزار فتح و ظفر
بحرمت شہ محمدؐ بحق چار علیؑ | بدو حسنؑ و حسینؑ و بموسیؑ و جعفرؑ

ابوسعید ابوالخیر

محافظ دین

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ | دین است حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر داد و نداد دست در دستِ یزید | حقا کہ بنائے لاالٰہ ہست حسینؑ

معین الدین اجمیری

[illegible] پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور میں باہتمام شیخ ظہور الدین صاحب مہتمم طبع ہوا

التماسِ مؤلف

سب برادرانِ مذہب و ملت کی خدمت میں گذارش ہے کہ
یہ تحفہ بہ عنوان گلدستہ خمسہ آلِ عباؑ (کہ یہ مجموعہ ہے) ہمارے
محترم فخرِ قوم و ملت حضرات خمسہ کا جنکے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں
عالی جناب حضرت ابو سعید ابوالخیر و عالی جناب حضرت معین الدین صاحب
اجمیری و عالی جناب مسٹر محمد علی جناح و عالی جناب مولانا عینی شاہ
صاحب نظامی حیدر آباد دکن و عالی جناب مولانا مولوی سید محمد احمد صاحب
سوتی پتی جو کہ ایک بہترین علمی تبلیغی کلام کا مجموعہ ہے سب حضرات خود ملاحظہ
فرماویں اور دیگر حضرات کی خدمت میں پیش کریں تاکہ سبھی حضرات
اس تحفۂ نایاب سے مستفیض ہو کر دینیاتی و تاریخی حالات سے آگاہ
ہوں۔ لہٰذا بندہ یہ تحفہ بموقع سالانہ اجلاس مسلم لیگ (جو کہ مسلم لیگ کا
ستائیسواں اجلاس ہے) پیش کرتا ہے۔ والسلام

بندۂ بابِ علم و حکمت حکیم سید ہاشم علی شاہ جیلانی
مؤلف شاہی جنتری۔ لاہور
بوقت عید نوروز ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء

رحمۃ للعالمین

(از جناب قائد اعظم فخر قوم و ملت مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ آل انڈیا)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے بائبل اور توارات کے بیان کے مطابق پھر ان کے ہاں بارہ لڑکے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا جن کی اولاد عرب کے صوبہ حجاز میں آباد ہوئی۔ اہل عرب قیدار کی اولاد ہیں۔ تمام مورخین اس امر پر متفق ہیں۔ کہ حضور آقائے عرب و عجم کا سلسلہ نسب عدنان سے ملتا ہے۔ جو چالیسویں پشت میں حضرت اسمٰعیلؑ سے جا کر ملتے ہیں اور اس حقیقت سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ کہ حضورؐ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی نویں پشت میں نضر بن کنانہ کا نام ملتا ہے۔ جو قریش مکہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ گویا شرافت اور وجاہت کے اعتبار سے بھی حضورؐ کا خاندان معزز اور باوقار تھا جغرافیہ کا ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ جزیرۃ العرب براعظم ایشیا یورپ اور افریقہ آپس میں ملتے ہیں اور آفتاب اسلام کی ضیا باریوں سے پیشتر دنیا جہالت اور خود ناشناسی کی تاریکیوں میں روپوش تھی۔ اور عرب کی جاہلیت کا تو پوچھنا ہی کیا۔ وہاں پر لوگوں کا جدا جدا اور مختلف مذاہب پر اعتقاد تھا۔ لیکن بت پرستی سب میں مشترکہ چیز تھی حتیٰ کہ کعبہ مقدس میں بھی ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ عیسٰےؑ اور مریم صدیقہؓ کے بتوں کی بے محابہ پرستش ہوئی تھی۔

عہد جاہلیت۔ عرب لوگوں کی زندگی کا دارومدار تیغ آزمائی پر تھا۔ اور چونکہ وہ ایسی ہی فضا میں پلتے تھے۔ اس لئے خونخواری اور سفاکی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ ان کے دل

رات کے چوبیس گھنٹے باہمی جنگ و قتال میں صرف ہوتے تھے اور ذرا سی بات پر تلوار میان سے تڑپ کر نکلتی تھی اور دم بھر میں کشتوں کے پشتے لگ جاتے تھے۔ ان حالات میں انسانی خون کی پاکیزگی کا کسے خیال آسکتا تھا۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دینا۔ شراب اور عیاشی کی گود میں زندگی بسر کرنا ایسے واقعات ہیں جن پر تاریخ عالم کے اوراق گواہ ہیں مولانا حالی علیہ الرحمتہ نے اس صورت حالات کا نقشہ کن موثر الفاظ میں کھینچا ہے ؎

جوا ان کی دن رات کی دل لگی تھی ۔۔۔ شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا۔ غفلت تھی دیوانگی تھی ۔۔۔ غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

ولادتِ قدسی - لیکن یہ قانون قدرت ہے۔ کہ جب موسم خزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ تو بہار کی دلفریب ہوائیں بھی بہت دور پیچھے نہیں ہوتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ درختوں کے جسم سے لہلہاتی ہوئیں کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ اور قدرت پھر ایک دفعہ دلفریب دلہن کی طرح حسن کی آرائشوں سے مالامال ہو جاتی ہے۔

طلوعِ اسلام - اسی طرح جب عرب گمراہی کی ضلالتوں میں ٹھوکریں کھا رہا تھا اللہ تعالےٰ کے فضل نے ایک ایسے سورج کا طلوع کیا۔ جس کی درخشانی اور تابانی نے تاریک ترین راہگذروں کو بھی بقعہ نور بنا دیا۔ یعنی ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ میں آفتاب رسالت کا طلوع ہوا۔ آپؐ کے والد محترم عبداللہ آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی اس جہاں سے رخصت ہو چکے تھے۔ اور آپ ابھی چھ سال ہی کے تھے۔ کہ آپؐ ماں کی شفقت سے محروم ہو گئے یہی نہیں بلکہ جب آپؐ کا سن شریف آٹھ سال کا تھا آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ اور آپ کی پرورش کا تمام بوجھ آپ کے چچا حضرت ابو طالبؑ کو برداشت کرنا پڑا۔ اسی دوران میں اور جوانی کے آغاز تک آپ گلہ بانی کا کام کرتے تھے گویا اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ آپ جس طرح بھیڑوں اور بکریوں کو درندوں اور خونخوار جانوروں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ انسانیت کے گلہ کے بھی راعی ہیں ۱۴ سال کی عمر میں آپ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ بغرض تجارت تشریف لے گئے اور اس کے چند سال بعد سرزمین عرب میں قریش اور بنی قیس میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی

حضور فخر دو عالم نے اس خونریزی کو دیکھا۔ اور آپ کے حساس دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور آپ نے حق و صداقت کو بلند رکھنے اور امن عامہ کی حفاظت کا تہیہ کر لیا اور بالآخر آپ فریقین میں صلح و صفائی کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ تاریخ میں اس صلح کو حلف الفضول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس کی رو سے کمزوروں اور مظلوموں کی امداد اور حفاظت کا عہد کیا گیا

آپؐ جس وقت سن بلوغ کو پہنچے۔ تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کی اقتدا میں تجارت شروع کر دی۔ آپ کی دیانت خلوص صداقت اور ایمانداری سے حضرت خدیجہ رضہ اسقدر متاثر ہوئیں کہ انہوں نے آپؐ کو معمول سے دُگنا حصہ دینے پر اصرار کیا۔

اصحاب فیل کا واقعہ۔ یہاں پر تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے تمام واقعات کو رقم کرنے کی گنجائش نہیں۔ لیکن ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ کی ولادت کے سال میں یمن کے عیسائی حاکم ابرہہ نے اپنے دارالخلافہ میں ایک عظیم الشان گرجا اس ارادے سے تعمیر کیا۔ کہ خلق خدا کا اژدہام کعبہ کی بجائے اس گرجا میں ہوتا کہ کعبہ کی روحانی اور دنیاوی عظمت کا قصر رفیع زمین پر آ رہے دراصل اس عزم مشومہ کی تہہ میں تثلیث کو کامرانی اور کامیابی سے ہمکنار دیکھنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے ارادے سے کعبہ پر ایک جرار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ اور اہل مکہ کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنے کے لئے ایلچی روانہ کر دیا۔ اسی اثنا میں ابرہہ کے سپاہیوں نے عبدالمطلب کے بہت سے اونٹوں کو قبضہ میں لے لیا۔ حضرت عبدالمطلبؑ اس سلسلہ میں اس کے پاس چل کر آئے۔ ابرہہ ان کی عظمت و جلالت کو دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ اور ان کی تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ عبدالمطلبؑ الحاح و زاری سے کعبہ کے استحفاظ کی درخواست کرینگے۔ لیکن اس کی امیدوں کے برعکس عبدالمطلبؑ نے اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس پر ابرہہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ آپ کو اپنے اونٹوں کی تو بڑی فکر ہے۔ مگر کعبہ کے متعلق جس کو میں گرانے آیا ہوں۔ آپ کو کوئی فکر نہیں۔ عبدالمطلبؑ نے بلا جھجک جواب دیا۔ کہ میں اونٹوں

کا مالک ہوں۔ مجھے ان کی حفاظت مطلوب ہے۔ کعبہ کا مالک خود اپنے گھر کی حفاظت پر قادر ہے۔ اور وہی اس کا بندوبست کرے گا۔ از بسکہ قریش ابرہہ کے قشون قاہرہ کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے۔ اس لئے وہ گرد و نواح کی پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے عبدالمطلبؑ کعبہ کو چھوڑنے سے پہلے کعبہ میں گئے۔ اور اس کی چادر کو تھام کر یوں دعا کی "اے اللہ یہ تیرا گھر ہے۔ ہم اس کی حفاظت سے عاجز ہیں۔ تو اپنے گھر کا آپ نگہبان ہو" یہ کہہ کر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اور مورخین کا اتفاق ہے کہ ابرہہ کی فوج پر اتنی زبردست تباہی آئی۔ کہ اس کے لشکر کا کثیر حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔ باقی ماندہ حصہ بے سروسامانی میں تتر بتر ہو گیا۔ قرآن مجید میں بھی مندرجہ ذیل آیات بینات میں اس واقع کی طرف اشارہ ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل و ارسل علیھم طیرًا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول

صحرائی تربیت۔ عرب شرفا میں دستور تھا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو چھاتیوں سے دودھ پلانے کی بجائے انہیں دیہات کی تندرست اور ہوشیار عورتوں کے سپرد کر دیتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے چند دن بعد تک آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اور اس کے بعد چند دن ثوبیہ نے جو ابولہب کی لونڈی تھیں۔ آپ کو دودھ پلایا زاں بعد آپ حلیمہؓ سعدیہ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ دو سال بعد آپ پھر اپنی والدہ مکرمہ کے پاس تشریف لے آئے لیکن فوراً ہی پھر دیہات میں بھیج دیئے گئے کیونکہ مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی آپ چھ سال تک دائی حلیمہ کے گہوارہ میں پرورش پاتے رہے۔ اور اس کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ اس دوران میں آپ کی والدہ محترمہ مدینہ کی طرف اپنے خاوند کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر رہی تھیں۔ کہ راستہ میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت کی خبرگیری کا بار آپ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لے لیا بچپن سے ہی آنحضرت میں محبت۔ امانت اور صداقت کے جوہر نمایاں تھے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی امانت اور دیانت سے اسقدر متاثر

ہوئیں۔ کہ انہوں نے خود آپؐ کے حبالہ عقد میں آنے کی خواہش ظاہر کی۔ حالانکہ اس سے پیشتر عرب کے بڑے بڑے سردار حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کر چکے تھے۔ جسے آپ نے رد کر دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ شادی کیوقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ آپ سے پندرہ سال بڑی یعنی چالیس سال کی تھیں۔ عمر میں تفاوت کے باوصف ان کی آپس میں بے حد محبت تھی۔ حالانکہ اسوقت ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ جتنی عورتوں سے چاہے شادی کر لے۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہ رضؓ کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔ وہ لوگ جو کور باطنی سے حضور صلعم کی شادیوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ وہ خدا را ہ بتلائیں۔ کہ ایک شخص جو عین شباب کے عالم میں ایک چالیس سالہ بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ اور اس کی زندگی میں دوسرے نکاح کا خیال تک نہیں لاتا کیا اُس کے متعلق بد باطن سے بد باطن شخص بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کے بعد کی شادیوں میں دنیاوی دلچسپیوں کو دخل حاصل تھا۔ شادی کے پندرہ سال بعد آپ کو منصب نبوت عطا ہوا۔

حضرت خدیجہؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آنحضرتؐ کے قلب مبارک کی عمیق ترین گہرائیوں سے واقف نہیں تھا۔ انہوںؓ نے آنحضرتؐ کی زندگی کے ہر ایک پہلو کو خلوتوں میں باریک نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اور جس وقت آنحضرتؐ نے خدیجہ رضؓ سے اپنے منصب نبوت کا ذکر کیا۔ وہ آپؐ کی دیانت کو جانتی ہوئی فوراً آپ پر ایمان لے آئیں۔

صلح و امن کا داعی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد مکہ میں ایک واقعہ پیش آیا۔ جس سے لوگوں پر آپ کی معاملہ فہمی اور اصابت رائے کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس زمانہ میں قریش کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ اور جس وقت سنگ اسود کو اس کی اصلی جگہ رکھنے کا سوال درپیش ہوا۔ تو ہر ایک قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا تھا۔ کہ وہ سنگ اسود کو اس کی جگہ نصب کرے۔ اس قبائلی نزاع کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے

تھے۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو۔ وہ اس جھگڑے کو جس طرح چاہے چکا دے۔ خوبی قسمت سے سب سے پہلے جو شخص کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہوا وہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس سے سب بہت خوش ہوئے۔ اگر آپ چاہتے تو خود سنگ اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیتے۔ مگر آپ کی طبیعت میں خود غرضی کا نام و نشان تک نہ تھا چنانچہ آپؐ نے اپنی چادر اپنے دوش مبارک سے اتار کر زمین پر بچھا دی۔ اور تمام قبیلوں کو چادر کے کونے پکڑنے کو کہا۔ اور خود بعد میں اسے اٹھا کر اپنی جگہ نصب کر دیا اور اسطرح ملک عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات مل گئی۔ اس واقعہ سے آنحضرت کی معاملہ فہمی۔ وسعت خیال اور بے مثل رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔

سیرت اور اخلاق کا معجزہ۔ حضورؐ کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاذب نظر ہیں پہلے تو یہ کہ آپ اُمی محض تھے۔ لیکن خدا کی قدرت ہے۔ کہ اسی امی نے علم و حکمت تمدن و معاشرت کا وہ عظیم الشان مینار تعمیر کیا۔ جس کی روشنی نے جہالتوں اور تاریکیوں کے تمام پردے چاک کر دیئے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول میں بسر کئے۔ جس میں شراب خوری بت پرستی اور عیاشی کا دور دورہ تھا۔ لیکن آپ کا دامن ان آلائشوں سے ہمیشہ پاک رہا۔ آپؐ کے بدترین دشمن کو کبھی آپؐ کی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر آپ کی زندگی سراسر معجزہ تھی اور ہر وہ شخص جس نے حضورؐ کی زندگی کا بہ نظر تعمیق مطالعہ کیا ہے۔ حضرت ابوطالبؑ کی طرح یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوگا۔

میں نے محمدؐ کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سنا۔ اس کے لب کبھی غیر مہذب اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشنا نہیں ہوئے۔ اور وہ آج تک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھا۔

حضرت محمدؐ صلعم کی زندگی۔ ضبط نفس۔ پاکیزگی اور صداقت کا نمونہ تھی۔

آپ نے اپنی ضروریات کو اپنے خاندان کی ضرورت پر کبھی مقدم نہ جانا۔ آپ کا خاندان تمام عرب بھر میں موقر اور معزز تھا۔

جب کبھی قریش آپ پر معترض ہوتے اور مخالفت کرتے تھے۔ تو آپؐ انہیں برملا کہا کرتے تھے۔ کہ اے قریش! میری زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہارے سامنے بسر ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ تو سہی۔ کہ کیا تم نے اس عرصہ میں مجھ میں کوئی بھی نقص دیکھا"

یہ چیلنج آج بھی اسی طرح مشرق مغرب میں گونج رہا ہے۔ اور حضور کے بدترین دشمن کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ وہ آپؐ کی زندگی کے کسی ایک واقعہ پر بھی حرف گیری کر سکے۔

بچپن ہی میں لوگ حضورؐ صلعم کی شخصیت سے اسقدر متاثر تھے۔ کہ وہ آپ کو الامین کے معزز خطاب سے مخاطب کیا کرتے تھے الامین کا مفہوم محض روپیہ پیسہ میں امانت تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ صداقت کے ہمگیر مفہوم کے مترادف ہے

اولاد۔ آپؐ کے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام قاسمؑ تھا۔ جن کی نسبت سے حضورؐ کو ابو القاسمؐ بھی کہا جاتا ہے۔ قاسمؑ دو سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الکبریٰؑ تھیں۔ جن کی اولاد تاریخ اسلام میں سید کہلاتی ہے۔ آپ حضرت علی علیہ السلام کے عقد میں تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد میں سے صرف حضرت فاطمہ الزہراؑ ہی زندہ رہیں۔ ایک دوسری بیوی سے حضورؐ کے ہاں ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔ جن کا نام ابراہیمؑ تھا۔ لیکن وہ بھی عالم طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے۔ حضورؐ کو خدیجہؓ سے بے حد الفت تھی۔ اور ان کی وفات کے بعد بھی وہ انہیں محبت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

انقلاب عظیم۔ اسلام کے قاتمانہ سیلاب میں دنیا کی توہم پرستیاں خس و خاشاک کی طرح بہ گئیں۔ اور جس جگہ بت پرستی اور شرک طغیان کی خاردار جھاڑیاں تھیں وہاں گلشن توحید لہلہانے لگا۔ اسلام دنیا میں ایک پاکیزہ تہذیب کا درخشاں باب ہے ایک یتیم جس کی مخالفت میں طاغوتی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جس کو گھر

سے بیوطن کیا گیا۔ اور جسے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں بالآخر عزم الامور کے طفیل ایک وحشی قوم کو فتح و نصرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں بمثل طور پر کامیاب ہوا۔ اور جو لوگ سیاسی معاشی عمرانی تاریکیوں کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے۔ وہی پاکیزگی توحید۔ حریت۔ صداقت اور شجاعت میں ضرب المثل ہو گئے۔ ایک ربع صدی میں ایسے زبردست انقلاب کو پیدا کرنا تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے آنحضرتؐ ایک ہی وقت میں مصلح اعظم۔ کمانڈر انچیف۔ حاکم مجسٹریٹ اور قوموں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔ از بسکہ انسانیت جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے۔ اس چرخ نیلوفری کے نیچے ہر ایک جگہ ایک جیسی ہے۔ اس لئے زندگی کے تمام مسائل کم و بیش ہر ایک جگہ یکساں ہوتے ہیں۔ جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر چند الٰہی قوانین کی تاثیر نے عربوں کی مردہ قوم کو از سرِ نو زندگی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح آج ان قوانین کی برکت سے غلام ہندوستان کی قسمت بدلی جا سکتی ہے۔ اسلامی قوانین آج بھی ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی بین الاقوامی مصائب کو حل کر سکتے ہیں۔ حضورؐ کی تعلیم نے ایک ایسے سیاسی مذہب کی بنیاد رکھی جس نے دہلی سے غرناطہ تک زندگی کے ہر شعبہ میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا۔ اور روحانی و دماغی۔ سوشل سیاسی اور اقتصادی پستیوں کو چشم زدن میں رفعت سے آشنا کر دیا۔ آج بھی ہمیں حضور رحمۃ للعالمین کی تعلیم پکار پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے۔ کاش کہ ہم اس آواز کو سن سکیں۔

حضورؐ کی بعثت سے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف وقتوں کیلئے انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ ان کی تعلیم عالمگیر نہ تھی۔ اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت درکار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم صلعم کا ورود مقدس اسوقت ہوا جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں وہ حقائق کے تمام امور کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی اس لئے ہمارے پیغمبر آخر الزمان کو رحمۃ للعالمین کے معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا۔ اللہم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ اسد ؓ اُمّ الاسد

(از حضرت مولانا عینی شاہ صاحب نظامی حیدرآباد دکن)

ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ حضرت علیؓ کے باپ ابو طالبؑ آنحضرتؐ کے باپ نہیں چچا تھے مگر ایسے چچا جو لاکھوں میں نہیں نظر آتے اور ہزاروں میں نہیں ملتے۔ ایسا چچا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ چچا نہیں باپ تھے۔ باپ بھی ہوتے تو ان جیسے نہ ہوتے۔ ان سے بڑھ کر نہ ہوتے۔ آنحضرتؐ کی محبت ان کا مذہب اور آنحضرتؐ کی خدمت ان کا مشرف تھا۔ ہر وقت یہی کام اور ہر لحظہ یہی مشغلہ۔ الفت محمدؐ میں سرشار۔ آپ کی یاد میں بیقرار یعنی آپ کے پرستار تھے ان کا سینہ عشق محمدؐ سے موجزن ان کا دل تصور محمدؐ سے معمور اور ان کی آنکھیں محمدؐ کا انجم تھیں۔ ابو طالبؑ کے دین و ایمان محمدؐ تھے ابو طالبؑ کے روح رواں محمدؐ تھے ابو طالبؑ کی دنیا محمدؐ تھے۔ ابو طالبؑ کا مذہب و ملت محمدؐ تھے۔ ابو طالب کا مقصود حیات محمدؐ تھے اور ابو طالبؑ کا سارا سرمایہ محمدؐ تھے ابو طالبؑ کے پاس دھن تھی نہ دولت جاگیر تھی نہ منصب۔ دولت تھی تو محمدؐ تھے۔ جاگیر تھی تو محمدؐ تھے۔ ابو طالبؑ کے تن میں من میں عشق محمدؐ کی لہریں مار رہا تھا۔ بلکہ ابو طالبؑ کی روح عشق محمدؐ میں بسی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ کے بغیر قرار تھا نہ سکون چین تھا نہ آرام بلکہ آنحضرتؐ کے بغیر زندگی دو بھر اور وبال تھی۔ دن کو سو بار آپؐ کو دیکھا کرتے اور شب میں سو مرتبہ آپ کو دیکھا کرتے تو کہیں دل بیقرار کو سکون ہوتا۔

یہ بار امانت ابو طالبؑ ہی کے شایاں شان تھا اور یہ کفالت ابو طالبؑ ہی کے قابل تھی محبوبؐ خدا کا عشق ابو طالبؑ ہی کا حوصلہ تھا۔ افضل انبیاؐ کی محبت ابو طالبؑ ہی کا حصہ تھی یہ دل و گردہ ابو طالبؑ ہی کا تھا۔ کہ اس بار عظیم کو اٹھایا۔ اور یہ ہمت ابو طالبؑ ہی کی تھی کہ خدا کی اس امانت کا اپنے کو اہل ثابت کیا۔ سوال یہ ہے۔ کہ ابو طالبؑ کو محبت کرنا

سکھلایا کس نے؟ میں بھی کہوں گا کہ خود آنحضرتؐ نے۔ آنحضرتؐ کی بھولی بھالی اور پیاری صورت نے۔ آنحضرتؐ کی پاک صاف اور عالی فطرت نے۔ آنحضرتؐ کی فطری جاذبیت نے اور آنحضرتؐ کی بے کسی اور یتیمی نے ابو طالبؑ کو موہ لیا۔ ابو طالبؑ آپؐ کے دیوانے ہوگئے۔ انہیں نہ گھر کی خبر تھی اور نہ باہر کی۔ نہ تن کا ہوش تھا نہ من کا۔ نہ اپنی پرواہ تھی نہ اہل و عیال کی۔ نہ قریش کی فکر تھی نہ بنی ہاشم کی خبر تھی تو محمدؐ کی۔ پرواہ تھی تو محمدؐ کی تھی ہوش تھا تو محمدؐ کا اور فکر تھی تو محمدؐ کی آٹھ پہر محمدؐ کو دیکھتے دیکھتے گذارتے اور محمدؐ کو دیکھتے دیکھتے ۔ ۔ ۔ ۔ رات میں تارے گنا کئے۔ دن ذکر محمدؐ میں بسر ہوئے اور رات فکر محمدؐ میں کٹی۔ فرماتے بھی تو ہیں۔ لعمری لقد کلفت وجدا باحمد ٭ واحببتہ حب الحبیب الواصل

میری جان کی قسم مجھے محمدؐ سے اندھی محبت ہے اور میں محمدؐ کی محبت میں دیوانہ ہو چکا ہوں۔ خوشا بخت و زہے قسمت اسی عشق و محبت میں بال سفید کر لئے اور اسی خدمت میں عمر کے اسی برس پورے کر دیئے۔ آنحضرتؐ کی سنبھال سنبھال میں جوانی گذری اور آنحضرتؐ کی حمایت و نصرت میں بوڑھے ہوگئے۔ جس کام کے لئے آئے تھے۔ اس کو پورا کیا۔ جس خدمت کیلئے پیدا ہوئے اس کا حق ادا کر دیا پیدا ہوئے تھے محمدؐ کے لئے اور محمدؐ کے ہی ہو رہے۔ خدمت کرتے تمام عمر کٹی اور مرتے دم بھی خدمت کی حسرت باقی رہی آخری سانسیں چل رہی ہیں۔ مگر فکر محمدؐ ہے۔ وصیت کر رہے ہیں مگر وصیت ہے محمدؐ کی۔ دم توڑ رہے ہیں۔ مگر محمدؐ کا نام لب پر ہے۔ آنکھیں پتھرائی جا رہی ہیں۔ مگر ڈھونڈتی ہیں محمدؐ کو۔ یہ تھے حضرت ابو طالبؑ آنحضرتؐ کے چچا۔

رہیں حضرت علیؑ کی ماں فاطمہ بنت اسد۔ یہ تھیں حضرت عبدالمطلب کے بھائی اسد کی بیٹی۔ ہاشم کی پوتی رشتہ میں آنحضرتؐ کی پھوپھی۔ ناتے میں چچی اور بارشاد مبارک ماں کے بعد ماں۔ حضورؐ نے ماں کی گود کا آرام اور اسکو دیکھا نہ تھا۔ تو قدرت نے یہ ماں دی۔ ابو طالبؑ آپ کی دیکھ بھال کے لئے بہت تھے۔ پھر بھی اس یتیم کو ماں کی محبت بھی چاہیئے تھی۔ فاطمہ بنتِ اسدؑ ماں کے عوض ماں بن گئیں۔ آنحضرتؐ نے اس بی بی میں وہی تن دہی دیکھی جو ماں میں ہو سکتی ہے۔ وہی دلسوزی پائی جو ماں کے

شایاں تھی اور وہی دلدہی محسوس کی جو صرف ماں ہی سے ممکن تھی۔ اس بی بی کو آنحضرتؐ
سے اتنی الفت تھی۔ کہ اپنی اولاد کو آپ کے آگے اولاد نہیں سمجھتی تھی بچوں کو دور رکھتیں
اور آپ کو نزدیک رکھتی تھیں۔ آپ کے کھائے پئے بغیر نہ طالبؑ کو دیا نہ عقیل کو آپ
کے پہنے بغیر نہ طالب کو نیا پہنایا نہ عقیل کو۔ آپ کو سلائے بغیر نہ اُس کو سلایا نہ اِس کو
آپ کی پاسبانی کرتے آنکھوں کو شمع بنا لیا۔ اور ایک نہیں دو نہیں۔ سترہ[۱۷] برس جاگ
جاگ کر اپنی راتیں کاٹیں یہی یتیم پرور ماں تھیں جس کی الم یجدک یتیما فاوی کے
خدائی لفظوں میں آج بھی اُمت کو یاد آرہی۔ یہی وہ دلسوزیاں تھیں جن کی بنا پر لانّ بغض
ابی طالب کفرٌ کا فتویٰ دشمنانِ ابوطالب کے حق میں صادر ہو چکا ہے اور یہی وہ
جان نثاریاں تھیں جن کی وجہ سے حضرت ابو طالبؑ و فاطمہ بنتؑ اسد کے نام سیرت نبویؐ
میں ابھرے ہوئے حرفوں میں نظر آرہے ہیں

ان بزرگ ہستیوں کے لئے آخرت کے نعیم تو رہے علیحدہ مگر دنیا میں بھی ان کو یہ
صلہ ملا کہ ان کا چمن سدا ہرا بھرا رہا علیؑ و اولاد علیؑ سے تا ابد سرسبز و شاداب رہا اور
ان کے فرزندوں کے مراتب بھی سوا ہوئے۔ فاطمہؑ کے ایک لخت جگر جعفر طیار کہلائے
اور دوسرے نورِ نظر امام المشارق والمغارب ہوئے۔ حضرت علیؑ کی ولادت کو خدا نے اپنا
گھر دیا۔ اور خانہ خدا آپ کا زچہ خانہ ہوا۔ چنانچہ عام الفیل کے ۳۰ برس بعد ۱۳ رجب
کو جمعہ کے دن صبح سویرے فاطمہؑ بنت اسد طواف کر رہی تھیں۔ کہ شدت سے درد
زہ ہونے لگا۔ عورت ذات تھیں۔ پریشان ہو گئیں۔ کہ کہاں سر چھپائیں دیکھتی کیا
ہیں کہ دیوار کعبہ شق ہو گئی ہے۔ آپ اس کے اندر چلی گئیں۔ زچگی بھی ہوئی اور چاند
جیسا فرزند بھی تولد ہوا۔ مگر آنکھیں بند اور آواز پکار کچھ نہیں۔ حیران ہو کر بچہ کو لئے
باہر نکلیں آنحضرتؐ نے بڑھ کر بچہ کو لے لیا۔ سینہ سے لگایا۔ پیار پر پیار کیا۔ اور اپنی زبان
منہ میں دی بچہ دودھ کی طرح پینے لگا۔ اور بوئے محمدیؐ سے مشام معطر ہوا۔ تو آنکھیں
کھولیں۔ اور سب سے پہلے جمال محمدیؐ دیکھا۔ آنحضرتؐ نے اس بچہ کا نام علیؑ رکھا ہر
تو بس اتنا سا واقعہ مگر بڑا ہی عجیب انوکھا اور معنی خیز آخر مظہر العجائب کی ولادت کا

واقعہ ہے کوئی مانے یا نہ مانے ہمارے بیسیوں محدثین ثقات نے اس واقعہ کی روایت کی ہے چنانچہ امام ابو عبداللہ الحاکم مستدرک میں اور حافظ حدیث ذہبی تلخیص میں بعد صحت حدیث لکھتے ہیں وقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب فی جوف الکعبۃ علامہ ابن صباغ المالکی فصول مہمہ میں رقمطراز ہیں ولم یولد قبلہ احد فی بیت الحرام اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں رقمطراز ہیں۔ قد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علیاً فی جوف الکعبۃ فانہ ولد فی یوم الجمعۃ والثالث عشر من شھر رجب بعد عام الفیل بثلاثین سنۃ ولم یولد فیھا احدٌ سواہ قبلہ ولا بعدہ اور کتنی شہادتیں چاہتے ہیں۔ ماننے والے کے لئے یہی کافی ہیں۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔ اس کا خلاصہ بس اتنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کا جوف کعبہ میں تولد ہونا بالتواتر مروی و ثابت ہے اور آپ کے سوائے کوئی اور شخص کعبہ میں پیدا نہ ہوا نہ آپ کے پہلے نہ آپ کے بعد۔

چار دن کے بعد بچہ کا ماں کی گود سے آنحضرتؐ کے پاس ہمک کر آنا۔ آغوشِ محمدؐ میں آنکھیں کھولنا۔ پیہم آپ کو دیکھتے رہنا۔ اور آپ کی زبان چوستے رہنا۔ فطرتاً آپ سے مانوس رہنے اور آئندہ چل کر آپ ہی کے ہو رہنے کی علامت تھی اور مرور ایام نے دکھا بھی دیا۔ کہ علیؑ کا طعام و قیام نماز روزہ رہنا سہنا سب آنحضرتؐ سے وابستہ ہو چکا۔ اور حضرت علیؑ تماماً و کمالاً رسالتمآب کے ہو گئے۔ ماں باپ اس پر بھی اپنے لخت جگر کو تاکید کرتے رہے الزم ابن عمک اسی حال میں پورے بارہ برس نکل جاتے ہیں۔ خاتم الانبیاؐ کی نبوت و رسالت کا اعلان ہوتا ہے ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بعد نبیؐ کے بھائی علیؑ تصدیق میں سابق رہتے ہیں اور بارگاہ نبوت سے انت الصدیق الاکبر کے خطابات سے مخاطب اور انت اول المومنین ایماناً کے شرف سے مشرف اور اول من صلی معی علی کے امتیاز سے ممتاز ہوتے ہیں تو ماں باپ کے مسرت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے۔ چار سال بعد آیت

وانذر عشیرتک الاقربین کا نزول ہوتا ہے۔ قوم آنحضرت سے کنارہ کش ہوجاتی ہے قریش دامن کترا کر چلتے ہیں۔ اور یگانے بیگانے بن جاتے ہیں۔ تو ان میں صرف علیؑ ابن ابی طالب تادم زیست وابستہ دامن اقدس رہنے کا علی الاعلان اقرار کرتے ہیں۔ اور اسی خلوص اور جانبازی پر ھذا اخی ووصی ووزیری وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا چہارگانہ مناصب سے بیک وقت سرفراز ہوتے ہیں۔

ابتدائے تبلیغ کی کٹھن منزلیں طے ہورہی ہیں اوائل رسالتؐ کی سختیاں جھیلی جارہی ہیں بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ یگانے بیگانے ہوجاتے ہیں۔ مگر علیؑ نبیؐ کا دامن نہیں چھوڑتے شعب ابوطالبؑ کا محاصرہ ہوتا ہے۔ علیؑ بھی نبیؐ کے ساتھ محصور ہیں کھانا پینا بند کردیا جاتا ہے۔ علیؑ بھی نبیؐ کے ساتھ فاقے کررہے ہیں۔ ابوطالبؑ دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ مگر علیؑ ہیں اور نبیؐ حضرت خدیجہؓ دنیا سے سدھارتی ہیں۔ اور آنحضرتؐ تنہا ہیں۔ مگر علیؑ آپکے رفیق ہیں۔ ہجرت کا حکم ہوتا ہے۔ علیؑ نبیؐ کے لباس میں نبیؐ کے بستر پر شبیہ نبیؐ بنکر تیروں اور سنگباریوں میں رات گذارتے ہیں۔ اور ادہر حضرت ابوبکر جان جوکھم میں ڈال کر آنحضرتؐ کے ہمراہ دشمنوں کے نرغہ سے بچاتے غار ثور پر پہنچتے ہیں۔ علی کو ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ کا تمغہ ملتا ہے تو ابوبکر کو وثانی اثنین اذھما فی الغار کا امتیازی نشان عطا ہوتا ہے۔

نبیؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ پہنچ چکے ہیں۔ دیس سے نکالے جاکر پردیس آئے ہیں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا اور رسول کے لئے ہجرت کرچکے ہیں۔ نئے دیس میں نئی زندگی بسر کرنے کوسوں چلتے آئے ہیں۔ مگر ذرا تیوریوں پر بل نہیں۔ فاقے کر رہے ہیں۔ مگر مست ہیں۔ سختیاں جھیل رہے ہیں مگر ہشاش بشاش ہیں۔ ڈال ڈال پات پات سر چھپا رہے ہیں۔ مگر شاکر ہیں۔ اس پر بھی مکہ نے انہیں نہ چھوڑا چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ اور ان پر چڑھائی کردی۔ ستانے بھی نہ پائے تھے۔ کہ بدر کی لڑائی ہونے لگی میدان لاشوں سے پٹا پڑا ہے۔ عرب کی ریت انسانی خون سے

سرخ ہو چکی ہے ھل من مبارز کی فلک دوز صدائیں بلند ہیں۔ مگر فاطمہؓ بنت اسد اپنے اٹھارہ سالہ نوجوان کو ڈھونڈ رہی ہیں بیٹے کی پہلی لڑائی دیکھنے آئی ہیں انا الذی سمتنی امی حیدرہ کی آواز سن کر لپک پڑتی ہیں۔ علیؑ کی بہادری اور تیغ زنی دیکھتی ہیں ایک ایک وار میں ایک ایک سورما مکہ کا دو نیم ہو رہا ہے۔ ولید و حنظلہ کی لاشیں پھڑک رہی ہیں۔ عتبہ و شیبہ کے کفر بھرے سر ٹھوکریں کھا رہے ہیں عامر و عاص کے مردہ جسم علیؑ کے قدموں کو چوم رہے ہیں۔ پھر بھی پکار کر کہتی ہیں علیلت باب بالصفیان بافتیٰ غرض یہ کہ فتح و نصرت نبیؐ کے قدم چومتی ہے۔ مسلمان فاتح و منصور رہتے ہیں اور کافر رو بفرار ہوتے ہیں اور قافلہ نبویؐ مال غنیمت لئے ہوئے مدینہ واپس آتا ہے۔

مدینہ واپس آکر اب فاطمہ بنتؓ اسد کو یہ فکر دامنگیر رہی کہ حضرت علیؑ کا گھر واہو نظر انتخاب سیدۃ النسا العالمین فاطمہؑ زہرا پر تھی۔ مگر آنحضرتؐ کا ادب مانع درخواست ہے۔ خدا سے لو لگاتی ہیں۔ کہ فاطمہؑ زہرا علی ابن ابی طالب کی دلہن بنیں دعا قبول ہوتی ہے۔ وحی خداوندی سے حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ کا عقد ہوتا ہے۔ بڑے ارمانوں سے ساس اپنی بہو کو گھر لاتی ہیں۔ گھر ذاتی نہ تھا۔ حارث بنؓ نعمان کے مکان پر پڑے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کے جب مکان بنے تو بی بی عائشہ کے مکان سے متصل حضرت فاطمہؑ زہرا کے لئے بھی مکان بنوا دیا۔ فاطمہؑ زہرا اسی میں رہیں۔ بسیں اسی میں جنی پالیں۔ اسی میں بال بچوں والی ہوئیں۔ اسی میں فراق پدر سے بیمار پڑیں۔ اور اسی میں جنت سدھاریں اور اسی میں مدفون ہوئیں۔ یہ مکان عرصہ تک بنی فاطمہ کے قبضہ میں رہا مگر سنہ ۹۶ ھ میں ولید بن عبدالمالک نے حضرت حسنؑ مثنے اور ان کی زوجہ فاطمہؑ صغرا بنت امام حسینؑ کو عین نماز جمعہ کے دوران میں اس گھر سے دن دہاڑے نکلوا دیا۔ اور بیت فاطمہؑ کو توڑ کر شریک مسجد نبوی کر لیا گیا۔

سنہ ۳ ھ میں جنگ احد چھڑی۔ ماں نے پھر اپنے بیٹے کی حب وطنیاں دیکھیں اور آنحضرتؐ کے ساتھ حضرت علیؑ نے جو جاں نثاریاں کیں۔ انہیں بچشم خود دیکھا

علیؑ منی وانا منہ کی بشارت سنی اور لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کی صدائے آسمانی سماعت کی۔ کبھی خدا کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا کرتی تھیں اور کبھی آنحضرتؐ کی ممنون ہوتی تھیں۔ یہ بھاگوان بی بی اب پوری عمر کی ہو چکیں پیری وضعف کے آثار نمایاں ہو چکے اب اگر جیتی ہیں تو آنحضرتؐ کو دیکھ کر۔ علیؑ و جعفرؓ کو دیکھ کر اور فاطمہ زہراؑ کو دیکھ کر مگر ان کی خوش بختی میں خدا نے ایک اور اضافہ فرمایا کہ حضرت علیؑ اور بی بی فاطمہؑ کے نور نظر حسنؑ مجتبیٰ کو بھی دکھا دیا۔ اور پھر شعبان ۴ھ میں دوسرے پوتے امام حسینؑ کو بھی اپنی آغوش میں لوریاں دیکر سلانا نصیب ہوا۔ مگر رمضان ۴ھ کی وسط میں داعی اجل کو لبیک کہتی ہوئیں یہ بزرگ خاندان بی بی جنت سدھاریں۔

حضرت انسؓ راوی ہیں فاطمہؑ بنت اسد کی وفات کی خبر آئی۔ آنحضرتؐ بے اختیار اٹھ گئے فرمایا چلو میری ماں کے پاس چلو۔ بیٹی کے گھر آئے۔ موتی کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے میری ماں کے بعد کی ماں خدا تجھ پر اپنی رحمت کرے۔ میں نے صرف تیری محبت دیکھی پھر مرحومہ کی اور بھی ساری خوبیاں فرمائیں۔ اپنی چادر اُتار کر کفن کے لئے دی۔ حضرت عمر و اسامہ بن زید و ابو ایوبؓ انصاری کو قبر کی تیاری کا حکم دیا۔ اور خود بھی اس میں شریک رہے اپنے دستِ اقدس سے مٹی نکالی۔ ہاتھ سے قبر بنائی خود بھی قبر میں لیٹ رہے اور دعا فرمائی اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حیٌّ لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت الاسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین

حضرت جابرؓ راوی ہیں آنحضرتؐ صحابہ سے گفتگو فرماتے مسجد میں رونق افروز تھے کہ اطلاع ملی اُمّ جعفرؓ و علیؑ کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا اٹھو اور میری ماں کے پاس چلو۔ آپ کے رنج و ملال کا یہ عالم تھا۔ کہ راستہ بھر صحابہ کچھ بول نہ سکے کأنّ علیٰ رؤسھم الطیر بیٹی کے گھر آئے فاطمہ بنت اسدؓ کی لاش دیکھی اور فرمایا اے میری ماں کے بعد کی ماں خدا تجھ پر اپنی رحمت کرے۔ پھر اپنی چادر کفن کے لئے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا میری ماں کو اس میں کفن دو۔ جنازہ اٹھا تو بقیع تک کاندھا دیتے چلے ستر تکبیروں سے نماز

پڑھائی قبر میں اُترے اور تھوڑی دیر لیٹ رہے پھر کھڑے ہو کر فرمایا بسم اللہ وعلیٰ اسم اللہ حضرت عباسؓ قبر میں اُترے باہر سے حضرت علیؑ و جعفرؓ عبداللہ بن جابر انصاری نے میت قبر میں اُتاری آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے میت کو قبر میں سلایا۔ جب باہر نکلے۔ تو بے اختیار رو رہے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں اتنا اور اضافہ ہے۔ کہ دفن کے بعد صحابہ نے عرض کی۔ کہ چنداں دیکھی باتیں آج ہم نے دیکھیں۔ فرمایا یہ میری ماں تھیں میں نے اپنی چادر میں کفنایا تاکہ حلہ بہشتی انہیں ملے اپنے ہاتھ سے قبر بنائی تاکہ قصر جنت کی یہ مستحق ہوں اور قبر میں اس لئے لیٹ رہا تاکہ قبر کی کوئی تکلیف ان کو نہ ہو۔

حضرت علیؑ راوی ہیں۔ میری والدہ کی وفات پر آنحضرتؐ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے میرے گھر آئے کفن کے لئے اپنی چادر دی۔ بقیع میں انکی قبر خود بنائی راستہ بھر جنازہ کو کاندھا دیا ۹ تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے دفن فرمایا۔

حضرت سعید بن مسیبؓ اپنے والد مسیبؓ سے راوی ہیں کہ فاطمہ بنت اسد کی وفات پر آنحضرت کو بڑا رنج ہوا۔ اپنی چادر میں انہیں کفن دیا۔۔ نو تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی اپنے ہاتھوں سے قبر کی توسیع کی۔ قبر کی مٹی نکالی۔ قبر بنائی اور قبر میں لیٹ رہے جب باہر نکلے تو رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی سرکار کو آج بڑا صدمہ ہوا۔ فرمایا۔ اے عمر یہ میری ماں تھی۔ ابو طالبؑ کے بعد انہیں کی محبت میں نے دیکھی۔ جبرئیلؑ نے خدا کا پیام دیا ہے کہ فاطمہ بنتؓ اسد جنتی ہے اور اس کی قبر پر رحمت کے ستر ہزار فرشتے درود پڑھتے رہیں گے۔

حضرت فاطمہؑ بنت اسد کی خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی پرورش کا انہیں ستر برس شرف رہا۔ جعفرؓ اور علیؑ جیسے سپوت جنے۔ فاطمہ زہراؑ جیسی مقدس بہو ملیں حسنؑ و حسینؑ جیسے پوتے کھلائے۔ کفن کو نبیؐ کی چادر پائی۔ نبیؐ کے ہاتھوں مٹی لی رحمت کے ستر ہزار فرشتے قبر پر متعین ہو رہے ہے۔ یازدہ امام کی دادی ہوئیں اولاد علیؑ کی جدۂ اعلیٰ بنیں اور آج بھی سر حسینؑ چھاتی سے لگائے حسنؑ و علیؑ و محمدؐ اور جعفرؓ کو اپنی آغوش میں لئے میٹھی نیند سو رہی ہیں سلام اللہ علیہا ❊ اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد

وہ کون تھا؟

رشحات قلم حضرت آقائے آقا مفتی السید محمد احمد قبلہ دام ظلہ، سونی پتی

جب عرب کے افق پر ظلمت و کفر کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ خانہ کعبہ میں جب بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ باطل کے دیو ہیکل ہاتھ جب حق پرستی کا گلا گھونٹ رہے تھے۔ جب عرب کی غیر مہذب معاشرت ایک عورت سے بیک وقت چار چار مردوں کا تعلق خلاف انسانیت شرافت فعل نہ سمجھی جاتی تھی۔ جب مظلوم اور بے قصور لڑکیاں ماں باپ کے فرضی افتخار و اعزاز پر تصدق کی جا رہی تھیں۔ جب خانہ کعبہ میں یاد خدا کی بجائے صنم پرستی بہترین عبادت و ریاضت تصور کی جاتی تھی۔ جب شرک کو عین ایمان اور توحید کو شرک و بدعت کہا جاتا تھا۔ جب رسول اسلام کی روحانیت و نورانیت پر تاریکی کے پردے ڈالے جا رہے تھے۔ اور طرح طرح کے مظالم ڈھا کر آپ کو شعب ابو طالبؑ اور غار حرا میں محصور کیا جا رہا تھا۔ جب رسول اللہؐ نے قریش کو جمع کر کے توحید اور اسلام کا بصیرت افروز نغمہ سنایا اور درخواست کی کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرا قوت بازو اور وصی بنے اور بوجہ اللہ اشاعت دین حق میں میری مدد کرے۔ جب قریش کی زبانیں مدد کا لفظ سنکر گنگ ہو چکی تھیں۔ اور مجمع پر عالم خاموشی طاری تھا ذرا سوچو اور جواب دو۔ کہ وہ نیک سیرۃ اور خوشرو انسان جس کی پیشانی سے نور امامت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا اور وہ کمسن نوجوان جس کے چہرہ سے عصمت اور آنکھوں سے روحانیت برس رہی تھی کون تھا۔ جس نے نہایت شجاعت و استقلال کے ساتھ توحید و نبوت کی تصدیق کی اور عمر بھر کیلئے نصرت رسالت اور اعانت دین الٰہی کا وعدہ کیا۔

"کیا مولود حرم اسی جوان رعنا کو کہتے ہیں؟"

جب رسولؐ اسلام بیت اللہ میں مظلومی اور بےکسی کی زندگی بسر کر رہے تھے قریش خون بہانے کو تیار اور عرب جان لینے کیلئے ہر وقت آمادہ اور مستعد نظر آتے تھے۔ جب شمع نبوت پر طاغوتی طاقتیں بڑھ بڑھ کر حملے کر رہی تھیں اور توحید رسالت کا نگہبان لاتعداد دشمنوں کے نرغہ میں بیشمار آفات و مصائب میں گرفتار تھا۔ جب فراعنہ قریش فخر کلیمؑ کو انواع واقسام کی تکالیف میں مبتلا کر رہے تھے اور عرب کے شداد خلیلؑ کی یادگار کو مٹانے اور صدائے حق کو دبانے کیلئے اپنی پوری قوت و طاقت کے ساتھ جمع ہو رہے تھے۔ مکہ معظمہ میں جب خفیہ و علانیہ حضور ختمی مرتبت کے خلاف کا نفرنسیں ہوتی تھیں۔ جب ابو طالبؑ جیسے پشت و پناہ اور خیر خواہ کی رحلت نے دشمنوں کے حوصلے بڑھا دیئے اور ہمتیں بلند کر دی تھیں۔ جب عالم مجبوری و معذوری میں خدا کا رسول خدا کے گھر پر حسرت بھری نظریں ڈال کر رخصت ہو رہا تھا۔ جب سرور عالم درد و الم کی شدت اور ہجرت کی کلفت میں آنکھوں میں آنسو بھرے خاموش فریاد کر رہے تھے تو کیا اے اسلامی تاریخ کو پڑھنے والو تم نے غور کیا ہے کہ وہ تاج اسلام کا دُرِ شہسوار کون تھا۔ جس نے رسولؐ کے مضطرب اور پریشان قلب کو تسکین و تشفی دی۔ اپنی مخلصانہ امداد پیش کی ہر مصیبت سہنے اور ہر بلا اپنے سر لینے کا وعدہ کیا۔ رسولؐ کا لباس پہنا۔ رسولؐ کی چادر اوڑھی اور پوری تصویر شجاعت اور مکمل شان امامت بنکر بستر نبوت پر سویا۔

"کیا وہ امیر المومنین کے سوا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟"

کیا شب ہجرت کی وہ نورانی صبح بھلا دینے کے قابل ہے جبکہ خواب نوشتن کے مزے لینے والا ایک خمار آلود انگڑائی لے کر اٹھا رات کی تاریکی دور اور شب کی ظلمت کافور ہو چکی اور سپیدۂ سحر کسی سونے والے کے لئے پیغام نوروزی و دل افروزی لایا۔ چہرہ سے سبز چادر ہٹا کر چپ و راست دیکھا۔ اور ناز خلافت و انداز امامت کے ساتھ بستر رسولؐ سے اٹھا اور کفار قریش کی امانتیں لوٹائیں اور یاد کرو کہ جب چاہ بدر پر بعد ہجرت قریش کے جاسوس آتے اور جاتے تھے۔ جب رسولؐ کی اس مشہور عالم جنگ میں ابوجہل شمع رسالت کے گل کر دینے پر تلا ہوا تھا۔ اور عرب کے قبائل نام اسلام مٹانے کے لئے

ہلالی شمشیروں اور آہنی خودوں سے مسلح ہو کر جمع ہو رہے تھے جب ہزارہا کفار معدودے چند مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی قسمیں کھا کھا کر عہد و میثاق کر رہے تھے اور تیروں کی بارش اور تلواروں کی جھنکار سے جب میدان بدر نمونہ قیامت بنا ہوا تھا۔ جب مسلمان اپنی قلت اور دشمن کی کثرت سے مضطرب اور ہراسان ہو ہو کر رسولؐ کو صلح کی ترغیب دے رہے تھے۔ کیا تمہیں معلوم ہے **وہ کون تھا**۔ جس نے اسلام کے نقش اولین کو محو ہونے سے بچایا۔ اور جس کی تلوار کی بُرش نے دشمن کی فوج کو کھیرے اور ککڑی کی طرح کاٹ کاٹ کر کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جس کی حمایت نے رسول کے دل کو مضبوط کرنے کے سلئے آیۂ رحمت کا کام کیا۔ کیا اسلام میں اسی شہسوار کو **علیؑ** کہتے ہیں؟"

یاد کرو جب اُحد کے پتھریلے میدان میں ابوسفیان مکر و فریب کے جال بچھا رہا تھا رسولؐ اسلام پر بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ سیادت بنی اُمیّہ میں یورش ہو رہی تھی رسولؐ کے یار و انصار یکے بعد دیگرے جام شہادت پی رہے تھے۔ شمع نبوت کے پروانے عشق رسالت سے دستبردار ہونے کو آمادہ تھے۔ اسلام کی شوکت ناکامی و نامرادی کی آغوش میں دم توڑ رہی تھی۔ رسولؐ کے باوفا اصحاب احد کی پہاڑیوں پر بکریوں کی طرح اُچکتے اور پھڑکتے پھر رہے تھے۔ جب خدا کے حبیبؐ کو دشمنوں کے نرغہ میں یکہ و تنہا چھوڑ کر رسولؐ کے احباب فرار کے راستوں پر دوڑ رہے تھے۔ جب دُرِ دندان نبوت سنگ ہائے کفر سے مجروح ہو کر ان نام نہاد مسلمانوں کی غیرت و حمیت پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔ اس الم خیز اور اضطراب انگیز وقت میں جس کے خیال سے انسان کا زہرہ گداز ہوتا ہے **کون تھا** جس نے رسولؐ کی خبر گیری اور حفاظت کو ہر چیز پر مقدم سمجھا۔ اور جس کی تلوار نے فضا میں علم ہو کر اپنی چمک سے دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا جس نے امیر حمزہؑ کی شہادت کے قصاص میں پانچسو کفار کو تہ تیغ کر کے دم لیا۔ جس نے اسلام کے ناموس۔ دین کی عزت۔ مذہب کی حمایت اور رسولؐ کی حفاظت میں تلواریں چلا چلا کر میدان احد میں گوشت اور استخوان کے پہاڑ بنا دیئے۔ اگر ذرا بھی فکر و تدبر سے کام لوگے تو معلوم ہو جائیگا کہ اسلام کے اسی نامور فرزند کا نام **علی ابن ابیطالبؑ** ہے

بنی نظیر اور بنی قینقاع کی وحشت انگیز لڑائیاں اور بعض معتمد اصحاب کی بیوفائیاں
دلوں میں حصول غنیمت کا شوق اور کسب زر کے ساتھ حفاظت جان و مال کا ذوق یہ تاریخ
کے وہ ابھرے ہوئے نقوش ہیں۔ جو خیر خواہان دولت کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتے۔
خندق کی جنگ، ابن عمر بن عبدود کی وہ شعلہ بار تقریریں جن سے اصحاب کے دل سینوں میں
سنگ لرزاں کی طرح ہل رہے تھے۔ جب عمر بن عبدود کو عرب کا بے مثل شجاع و بہادر
اور اونٹ کے بچہ کی سپر بنا کر لڑنیوالا بتا کر غازیوں کی ہمتیں پست کی جا رہی تھیں جب
رسولؐ صرف ایک جان کے عوض تمام جنت فروخت کر رہے تھے۔ اور مجمع پر موت نما سکوت
طاری تھا۔ اور اہل مبارز کی صدا گوش انصار سے ٹکرا ٹکرا کر واپس ہو رہی تھی امید و التجا
کی نظروں سے اپنے یار و انصار کو دیکھ رہے تھے اس عالم یاس و حرماں میں وہ کون
ضیغم اسلام تھا۔ جس نے سلیمان کی انگشتری اور داؤدؑ کی زرہ پہنی خلیلؑ کے کرتے
اور موسیٰؑ کی عبا کو زیب تن کیا۔ رسول کا عمامہ سر پر رکھا۔ اور برز الایمان کلہ الی الکفر
کلہ کا صحیح اور سچا مصداق بنکر میدان میں آیا۔ اور عرب کے مایہ ناز بہادر کو قتل کر کے ضربۃ
علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین کا گراں بہا خلعت دربار رسالت سے حاصل کیا کیا
اسد اللہ اسی محسن اسلام کا خطاب ہے؟ خیبر کی وہ مشہور جنگ جب کفر و اسلام
کا آخری اور انقطاعی فیصلہ ہو رہا تھا۔ عرب کے تمام قبائل بڑی یکجہتی اور منظم قوت کے
ساتھ توحید و رسالتؐ کی خدائی عمارتیں منہدم کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ جب اسلام کے کامیاب
علمبردار کو رضائے خدا کا گرانقدر انعام ملنے والا تھا۔ اور قلعہ خیبر پر اسلام کے نامور ہیرو زور
آزمائی کر کے عاجز آ چکے تھے اور اسلام کی فوج تین مرتبہ ناکام و نامراد واپس آ چکی تھیں اور
قموص و خیبر میں جب شکست اسلام پر شادیانے بجائے جا رہے تھے۔ جب رسولؐ اپنے علم
نبوت پر اعتماد کر کے لاعطین الرایۃ رجلا کرارا کا اعلان فرما رہے ہیں۔ جب مسلسل ناکامی
کے باوجود حصول علم کی تمنا شکست خوردہ سرداروں کے دل میں بار بار چٹکیاں لے رہی
تھی اس دلدوز اور شجاعت آزما وقت میں **وہ کون تھا** جو سخت آشوب چشم ہونیکے
باوجود رسولؐ کی آواز پر لبیک کہتا ہوا میدان جنگ میں آیا۔ اور جس نے لعاب دہن رسالت

میں حل کیا ہوا سرمہ لگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھوں کا بیمہ کرایا جس کی تلوار نے حارث کو قید زندگی اور مرحب کو حیات کشمکش سے نجات دی۔ جس نے باب خیبر کو قوت ربانی سے فتح کر کے قلعہ کی نہر پر پل بنا دیا۔ جو عیسےؑ کی طرح سطح آب پر پاؤں رکھے اور بقول سے باب خیبر کا دوسرا حصہ تھامے فوج اسلام کو اس نیم معلق پل سے گذار رہا تھا۔ جس کی مدح میں ملائکہ اور کروبیین رطب اللسان نظر آئے۔ اور جس کی ثنا وصفت فضائے عالم میں لافتےٰ الا علیؑ لاسیف الا ذوالفقار کے شاندار اور یادگار الفاظ میں ہو رہی تھی رسولؐ اسلام جس کی فتح پر مسرور اور قدرت جس کی کامیابیؑ پر نازاں تھی۔ تاریخ عالم میں اسی کا لقب حیدر کرارؑ ہے " فتح مکہ اسلام کی ایک یادگار فتح کا نام ہے ذرا یاد تو کرو کہ یہ فتح کس کے دست بازو کی رہین منت ہے۔ سورۂ برأت کو پڑھو۔ اور غور کرو۔ کہ جب سورۂ برأت کی تبلیغ کا منصب کسی کی معزولی کے بعد کسی کو تفویض ہو رہا تھا اور خانہ کعبہ میں جب کفار کے روبرو قرآن صامت کی تلاوت کے لئے رسولؐ کو قرآن ناطق کی تلاش اور جستجو تھی۔ اور اس کے بعد دیکھو کہ جب خانہ کعبہ کو عبادت خدا کے لئے اصنام کے شرک آلود وجود سے خالی کرانا منظور تھا اور بیت اللہ کو اس کے اصلی وارث کے ہاتھ سے پاک وصاف کیا جا رہا تھا تو وہ کون تھا۔ جس نے رسول کے شانوں پر چڑھ کر اور خانہ کعبہ کے بتوں کو چور چور کر کے اپنی دیرینہ اور دلی آرزو پوری کی جس نے پہلی مرتبہ بیت اللہ میں اذان کہی۔ اور رسولؐ کے ساتھ نمازیں پڑھ کر سب سے پہلے خانہ خدا کو آباد کیا۔ درحقیقت خدا کا یہی وہ خاص بندہ ہے۔ جسے امام المتقین کہتے ہیں۔"

حجۃ الوداع کا دلدوز اور حسرت ناک منظر جب رسولؐ فراق بیت اللہ میں زار و نزار اور اصحاب باوفا اشکبار و دل افگار تھے۔ اور خدا کا محرم رسولؐ خدا کے گھر پر حسرت آلود نگاہیں ڈال کر دلدوز اور الم انگیز داستان سنا رہا تھا۔ جب قدرت نے اس کو پسند نہ کیا۔ کہ میرا محترم مہمان میرے گھر سے آزردہ اور ملول واپس جائے۔ اور جب اپنے حبیبؐ کی دلدہی اور تسکین قلب کے خدا سامان فراہم کر رہا تھا۔ اور

آیہ فاذا فرغت فانصب سے اپنے محبوب مہمان کے آزردہ اور فراق رسیدہ دل شاداب و مسرور کرنے کی تدابیر ہو رہی تھی جب نبی اُمّی بیت اللہ سے بادل زار و نزار و با چشم اشکبار رخصت ہو کر حجاز کی وادیِ غیر ذی زرع میں آفتاب کی طرح منزلیں طے کر رہا تھا جب عتاب آمیز مگر محبت میں ڈوبے ہوئے انداز کے ساتھ قدرت اپنے حبیبؐ کو یا ایہا الرسول بلغ کا دل افروز پیغام بھیج رہی تھی جب غدیر کے چٹیل میدان اور بے آب و گیاہ جنگل میں بلالؓ کی روحانیت سے لبریز صدائے حی علیٰ خیر العمل بلند ہو کر منتشر مجمع حجاج کو یکجا جمع ہونے کی دعوت دے رہی تھی۔ جب شام حلب طائف مدینہ اور یمن کے حاجی جلتی ہوئی زمین پر اور تپتی ہوئی دھوپ میں اپنے محترم رسولؐ کا آخری فرمان سننے کے لئے بے چین اور مضطرب نظر آ رہے تھے۔ اور سینہ غدیر کو مقدس حاجیوں نے اپنی بیت اللہ سے مس شدہ اور پاک عباؤں سے جھاڑ جھاڑ کر دل بے کینہ کی طرح پاک اور صاف کر دیا تھا۔ جب سدرۃ المنتہے کے واعظ اور مسجد اقصےٰ کے خطیب کے لئے جدید وضع اور نئے اسلوب کے ساتھ پالانہائے شتر کا یادگار منبر بنا کر حکم خدا کی خصوصیت اور خلافت الٰہی کی اہمیت کو واضح کیا جا رہا تھا۔ جب سوا لاکھ کے مجمع کثیر اور جم غفیر میں خدا کا حبیبؐ سر پر چتر سیماب لگائے منبر پر آیا اور اپنی آغوش کے پالے گود کے کھلائے رموز امامت کے سکھائے اور زبان رسالت کے چھائے ہوئے اسلام کے مربّی دین خدا کے ناصر بدر و حنین کے علمبردار اور خیبر و خندق کے فاتح کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر من کنت مولاہ فہذا علیؑ مولاہ کا دلکش اور بصیرت افروز نغمہ سنایا جب رسولؐ کے حاشیہ نشین اور متاع اسلام کے حریص بخ بخ لک یا علیؑ کے فرحت انگیز لہجوں میں ہدیہ تبریک و تہنیت کس مصلحت سے پیش کر رہے تھے۔ جب روح الامین فضا میں الیوم اکملت لکم دینکم کا مژدہ جانفزا سنا کر ایمان کو حیات جاوید کا پیغام سنا رہے تھے۔ کبھی تم نے اس جوان رعنا کے خال و خد پر غور کیا۔ کہ یہ قرآن ناطق کون تھا۔ جس کی رحل قدرت نے رسولؐ اللہ کے شانوں اور بازوؤں کو بنایا اور جس کو آج

اصرار کے ساتھ اپنے حبیبؑ کا وصی اور جانشین مقرر کیا اور جس پر جشن ولیعہدی کی تقریب میں آیات قرآنی کا بحر زخار اور رحمت ربانی کی بارش ہو رہی تھی اور جس کے چہرہ پر داؤدؑ کے جمال سلیمانؑ کے جلال موسیٰؑ کے کلام اور عیسیٰؑ کے کمال کی تصویر اور تنویر نظر آ رہی تھی مسلمانوں کا پیشوا اور مومنوں کا امیر بنا کر رسولؐ اللہ نے مدینہ کی خارزار وادی کو ایک جلیل القدر اور تاریخی میدان بنا دیا۔ کیا امیرالمومنین اسی مربیٔ اسلام کا لقب ہے"۔

آہ اب اس الم انگیز اور منحوس گھڑی کو یاد کرو۔ جب فضائے عالم میں تہلکہ برپا تھا ملائکہ اور کروبین تڑپ رہے تھے۔ جب رسولؐ دولت و امانت اسلام اپنے جانشین کو ودیعت کر کے اس خاکدان عالم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ رہا تھا۔ جب اس کے آخری فرمان اور بستر رحلت کی وصیت کو ان الرجل لیھجر کا توہین آمیز کلمہ کہہ کر اس کے نام نہاد جان نثاروں نے ہدایت کی آخری شمع کو بھی خاموش کر دیا تھا۔ جب اسلام کا منادی دین خدا کا عندلیب خوشنوا اپنے حقیقی مقام پر پہنچ چکا تھا۔ جب رسولؐ کی ناز پروردہ اور اکلوتی بیٹی باپ کی دلدوز مفارقت میں آنکھوں سے سیلاب اشک بہا رہی تھی اور حکومت کے تمنائی و خلافت کے شیدائی اپنے محبوب آقا کی تجہیز و تکفین کو غیر ضروری رسم سمجھ کر تاسیس حکومت اور حصول خلافت کے لئے اضطراب و عجلت میں مدینۃ النبی کے گلی کوچوں کو پامال کر رہے تھے۔ جب رسولؐ اسلام کے بنائے ہوئے امام کو اس کے حق سے محروم کرنے کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں انقلاب پسندوں کے سیاسی اجلاس ہو رہے تھے اور خیبر اور خندق کا نامور شجاع بدر و حنین کا فاتح اعظم رسولؐ کا بھائی اور داماد اور علوم الٰہی و دنیوی کا مخزن خدا کے حبیبؐ کی نعش مطہر کو بادل خونبار و با چشم اشکبار آخری غسل دے رہا تھا جب حسنینؑ کے نالے اور فاطمہؑ کی آہ و زاری سے عرش بریں کانپ رہا تھا۔ اور دولت اسلام کے عشاق بساط سیاست پر قبضہ جمانے اور اپنا اپنا حق خسروی جتانے کیلئے مضطرب اور بیقرار تھے۔

جب داماد رسولؐ کی قرآنی مدح سے جان بوجھ کر قطع نظر اور فرمودات نبوی سے عمداً عضِ بصر کیا جا رہا تھا۔ جب دل کی دیرینہ تمنائیں خلافت کا خوش آئینہ سبق دہرا رہی تھیں اور حصول خلافت و دولت کے بعد جب صدیقہؑ کی تکذیب کر کے صدیق کا لقب حاصل کیا

جارہا تھا۔ جب خلافت و سلطنت کی قربان گاہ پر فدک کو بھی بھینٹ چڑھایا جا چکا تھا اس آشوب اور صبر آزما وقت میں وہ کون تھا جو اپنے معصوم زادوں کا ہاتھ تھامے انصار و مہاجرین کو غدیریہ واقعات یاد دلا کر اور اپنی مدح کی قرآنی آیتیں اور اپنے فضائل کے نبیؐ کی ارشاد فرمودہ حدیثیں سنا سنا کر اعیان امت اور ارکان دولت کو متوجہ کر رہا تھا جس نے انصار کی کج ادائیوں اور مہاجرین کی بیوفائیوں کے پردے چاک کر کے دنیا کو ان کے اصلی خط و خال سے روشناس کرایا جو خلافت سے محروم ہو کر بھی خدمت اسلام سے غافل نہیں رہا جس نے حاملہ کو رجم سے اور دیوانہ کو تعزیر سے بچایا جس نے خنثیٰ کی میراث اور احکام صبح کے خلیفہ وقت کو تعلیم دی۔ جس نے کلام الٰہی جمع کیا اور درس شریعت بدستور جاری رکھا محض خدمت اسلام کی خاطر شک اور شرعی امور میں احکام خدا سے ناواقف خلفا کی عقدہ کشائی کی اور اپنے علم لدنی اور شان امامت کی ربانی قوت اور روحانی طاقت سے مجبور کر کے سلطان وقت کی زبان پر لولا علیؑ لہلک عمر کا اعتراف انگیز کلمہ جاری کرایا اور والفضل ما شہدت بہ الاعداء کی مہر توثیق ثبت کر دی اب غور کر کے بتاؤ کہ اس حکیمانہ زندگی کا حامل اور اس سبق آموز دستور العمل کا **عامل کون تھا۔**

کیا اسی صابر و شاکر امام کا خطاب علی ولی اللہ ہے؟ ذرا نظر بصیرت سے دیکھو کہ جب خلافت نبوی اپنے اصلی محور اور حقیقی مرکز پر آرہی تھی اور ایک عزلت نشین امام سریر آرائے خلافت ہو رہا تھا۔ جب رسولؐ کی محبوب بیوی جنگ جمل اور مسلمانوں کے قتل عام کے سامان فراہم کر رہی تھیں جب بنی امیہ کی طاقتیں دوبارہ شمع نبوت کی طرح چراغ امامت کو گل کرنے کے لئے صفین کا ہولناک معرکہ کارزار گرم کر رہی تھیں اور مدینہ منورہ کے خفیہ سازشیں کرنیوالے جب حبیبؐ خدا کے حقیقی وارث کو چوتھی مرتبہ بھی منصب امارت سے محروم کرنے کیلئے سیاسی مکر و فریب کا جال بچھا رہے تھے۔ جب سیرۃ رسولؐ کے عامل کیخلاف جمل صفین اور نہروان میں رسول اعظم کی سیرۃ سے بیزار اور متنفر افراد جوق در جوق خود پہنے زرہ سجائے تلواریں لگائے جوشن و ترکش سے آراستہ اور تیروں اور کمانوں سے پیراستہ صرف اس لئے جمع ہو رہے تھے۔ کہ اولاد ہاشم اور آل رسولؐ کے خون سے عرب و عراق کی زمین کو لالہ زار بنا دیں یاد کرو جب رسول کا محرم وصیؑ کوفہ کی مسجد میں علوم شریعت اور فصاحت و بلاغت کے

دریا بہا رہا تھا۔ اور اس کے حقائق آموز خطبات اور بصیرت افروز ارشادات ہر ذی حیات کے
لئے ایک کیف آور بیخودی اور سرور انگیز وجد کا پیغام لا رہے تھے۔ جب مولود حرم اور زینت
بیت اللہ سر پر قل کفیٰ کا بیش بہا تاج رکھے جسم اطہر میں ان اللہ اشتریٰ کی عبا پہنے دوش مبارک
پر انما ولیکم اللہ کی شال اوڑھے یا ایہا الرسول بلغ کے لباس سے آراستہ اور ان اللہ وملئکتہ
یصلون علی النبی کے مرصع زیور سے پیراستہ تخت خلافت و وصایت اور مسند رشد و ہدایت
پر جلوہ افروز تھا۔ مظلوموں کی حمایت غریبوں کی اعانت مساکین کی خدمت اور خدا کی خلوص
و خضوع کے ساتھ عبادت جس کی زندگی کے بیش قیمت اور محبوب ترین مشاغل تھے۔ اب
اس انقلاب کو یاد کرو جب اس حامل علوم نبویہ اور معارف رموز شرعیہ کو ایک بدترین خلائق
خارجی نے مسجد کوفہ میں شہید کر کے خانۂ معبود کو ایک بیگناہ امام کے خون سے رنگین کر دیا
جب حسینؑ کی اشکباری اور زینبؑ و کلثوم کی آہ و زاری نوک سنان اور زہر آلود تیر بن جگر کلیجوں کے پار
ہو رہی تھیں آسمان تھرا رہے تھے کبھی تم نے غور کیا ہے کہ اسلام کا کون مجاہد اعظم اور امام محترم تھا
جس نے رسولؐ کے شریک کار کی حیثیت سے ہر ہولناک موقع اور خطرناک وقت میں اسلام کی حمایت و
حفاظت کر کے دین الہی کو اپنے لاکھوں احسانوں سے زیر بار کر رکھا تھا۔ اور جس کو امت محمدیؐ نے
اسکی زریں خدمات اور بیشمار احسانات کا یہ جگر خراش معاوضہ دیا کہ آج وہ مسجد کوفہ میں بے جرم و
خطا صرف اس لئے شہید کر ڈالا گیا۔ کہ اس کی شرعی حکومت عیاشوں اوباشوں بدطینت افراد
اور بدچلن اشخاص کے بیہودہ خصائل اور ہوس رانیوں کے لئے کیوں آلۂ کار نہیں بنتی۔ آؤ اور چل کر
مسجد کوفہ میں دیکھو اور پہچانو کہ ملعون ابن ملجم کی سم آلود تلوار کا گھائل۔ نجف اشرف کی خاک پاک کا
دائمی مکین امانت الہی کا امین اور بیت اللہ کا گوہر شب چراغ آج ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تم سے بحسرت
رخصت ہو رہا ہے۔ کیا علیؑ مرتضیٰؑ اسی شہید کا نام ہے؟

فاطمہ علیہا السلام کون تھیں؟

نوشتہ جناب مولانا عیسیٰ شاہ صاحب نظامی مدظلہ حیدرآباد دکن

خدا کی قسم فاطمہؑ اللہ والی تھیں عرش کی
قسم فاطمہؑ عرش والی تھیں آسمان کی قسم
فاطمہؑ آسمانی حور تھیں کعبہ کی قسم فاطمہؑ
ردائے کعبہ تھیں۔ مدینہ کی قسم فاطمہؑ
مدینہ کی ملکہ تھیں۔ فرشتوں کی قسم فاطمہؑ فرشتہ تھیں۔ جبرئیل کی قسم فاطمہؑ روح قدسی تھیں۔ حور کی

کی قسم فاطمہؑ حورِ جنت تھیں۔ وحی کی قسم فاطمہؑ صدائے حق تھیں۔ قرآن کی قسم فاطمہؑ اُمّ الکتاب تھیں محمدؐ (روحی فداہ) کی قسم فاطمہؑ ہو بہو محمدؐ تھیں۔ ذاتِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ عین محمدؐ تھیں۔ صفاتِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ سرتاپا محمدؐ تھیں۔ حقیقتِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ آئینۂ محمدؐ تھیں۔ صورتِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ تصویرِ محمدؐ تھیں۔ نور کی قسم فاطمہؑ نور کی پتلی تھیں۔ ظہور کی قسم فاطمہؑ عین ظہور تھیں۔ جان کی قسم فاطمہؑ جانِ محمدؐ تھیں نفسِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ نفسِ محمدؐ تھیں۔ تنِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ سہ پارۂ محمدؐ تھیں مازاغ کی قسم فاطمہؑ نور البصر تھیں۔ الم نشرح کی قسم فاطمہؑ سترِ محمدؐ تھیں۔ والضحیٰ کی قسم فاطمہؑ مظہرِ محمدؐ تھیں وما ینطق کی قسم فاطمہؑ لسانِ محمدؐ تھیں۔ دہانِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ شیرین دہن تھیں۔ جمالِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ جلوے آفتاب تھیں حسنِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ چودھواں چاند تھیں۔ رخِ محمدؐ کی قسم فاطمہؑ مصحفِ ثانی تھیں۔ ابروئے محمدؐ کی قسم فاطمہؑ کعبۂ ایمان تھیں۔

وحدت کی قسم فاطمہؑ یکتا تھیں۔ کثرت کی قسم فاطمہؑ اُمّ السادات تھیں قدرت کی قسم فاطمہؑ ملکہ تھیں۔ جبروت کی قسم فاطمہؑ شہزادی تھیں۔ نبوت کی قسم فاطمہؑ پیغمبر زادی تھیں۔ شرافت کی قسم فاطمہؑ پر شرافت تصدق تھی۔ سیادت کی قسم فاطمہؑ پر سیادت قربان تھی عصمت کی قسم فاطمہؑ پر عصمت نثار تھی۔ طہارت کی قسم فاطمہؑ پر طہارت صدقے تھیں۔ صداقت کی قسم فاطمہؑ پر صدیقیت فدا تھی۔ امامت کی قسم فاطمہؑ پر امامت نازاں تھی۔ ولایت کی قسم فاطمہؑ اُمّ الولایت تھیں۔ وصایت کی قسم فاطمہؑ وصی کی دولہن تھیں۔ امام کی زوجہ اور اماموں کی ماں تھیں۔ معرفت کی قسم فاطمہؑ بحرِ عرفان تھیں۔ ایمان کی قسم فاطمہؑ آسمانِ ایمان تھیں یٰسین کی قسم فاطمہؑ سیدۂ عالم تھیں۔ سید زادی تھیں سید کی زوجہ اور سادات کی ماں تھیں۔ طٰہٰ کی قسم فاطمہؑ طاہرہ و مطہرہ تھیں۔ طاہر کی بیٹی۔ طاہر کی زوجہ اور طاہر بچوں کی ماں تھیں۔ غم و الم کی قسم فاطمہؑ تصویرِ غم و الم تھیں۔ دُکھ درد کی قسم فاطمہؑ دُکھیا تھیں۔ سوز و گداز کی قسم فاطمہؑ جوانی میں گھل کر مریں۔ مصیبت کی قسم فاطمہؑ مصیبت ماری تھیں۔ شہادت کی قسم فاطمہؑ کا خانہ فاطمہؑ شہادت گاہ تھا۔ شہیدوں کی قسم فاطمہؑ کا خاندان شہید ہوا۔

آیتِ مودت فاطمہؑ کے گھر۔ آیتِ مباہلہ فاطمہؑ کے گھر۔ آیاتِ دہر فاطمہؑ کے گھر۔ آیاتِ تطہیر فاطمہؑ کے گھر۔ یٰسین فاطمہؑ کے گھر۔ طٰہٰ فاطمہؑ کے گھر۔ والضحیٰ فاطمہؑ کے گھر۔ والشمس فاطمہؑ کے گھر۔ اقرار فاطمہؑ کے گھر اور آیتِ ذالقربیٰ فاطمہؑ کے گھر۔ بلکہ تنزیل فاطمہؑ کے گھر۔ تاویل فاطمہؑ کے گھر

تفسیر فاطمہؑ کے گھر اور تکبیر فاطمہؑ کے گھر۔ ناطق فاطمہؑ کے گھر اور صامت فاطمہ کے گھر۔ قرآن فاطمہؑ کے گھر۔ اور قرآن والے فاطمہؑ کے گھر۔ ایمان فاطمہؑ کے گھر۔ اور ایمان والے فاطمہؑ کے گھر۔ کعبہ فاطمہؑ کے گھر اور کعبہ والے فاطمہؑ کے گھر۔ جبریل فاطمہؑ کے گھر۔ فرشتے فاطمہؑ کے گھر۔ نبیؐ فاطمہؑ کے گھر۔ نبوت فاطمہؑ کے گھر۔ توحید فاطمہؑ کے گھر۔ وحدت فاطمہؑ کے گھر۔ امام فاطمہؑ کے گھر۔ امامت فاطمہؑ کے گھر۔ ولی فاطمہؑ کے گھر۔ ولایت فاطمہؑ کے گھر۔ شہید فاطمہؑ کے گھر۔ شہادت فاطمہؑ کے گھر۔ طہارت فاطمہؑ کے گھر۔ معصوم فاطمہؑ کے گھر۔ عصمت فاطمہؑ کے گھر۔ کتاب فاطمہؑ کے گھر اور عالم کتاب فاطمہؑ کے گھر۔ جنت فاطمہؑ کے گھر اور کوثر فاطمہؑ کے گھر۔ خاتون جنت کے گھر۔ مالک جنت۔ امیر جنت اور سرداران جنت۔ جنت ان کی اور یہ جنت کے۔ فرشتے اس خاتون جنت کے خدام حورا ئیں لونڈی باندی اور ثقلین ان کے غلام یہ وہ گھر ہے جو مہبط جبریل ہے۔ یہ وہ گھر ہے جہاں خدا کا رسولؐ السلام علیکم اہل البیت فرمایا کرتا تھا۔

فاطمہؑ باپ کے زیر سایہ پھلی پھولی۔ باپ کی آغوش میں پل کر جوان ہوئیں باپ کیوقت میں دنیا و ما فیہا سے بیخبر رہیں۔ باپ کے پہلو میں سکھی رہیں۔ باپ کی روح رواں تھیں۔ باپ کی جان تھیں۔ باپ کا دل جگر تھیں۔ باپ کی آنکھوں کا تارا اور دل کا سہارا تھیں۔ غریب تھیں۔ کا پاس نہ تھا۔ مگر خوش بخوش تھیں۔ فاقے کئے مگر شکم سیر نظر آتی تھیں۔ بھوکی رہیں مگر شادمان تھیں دن فاقے میں گزرے مگر شکوہ نہ تھا۔ پھٹے پرانوں پر قناعت کی مگر جی نہ للچایا۔ باپ سر پر تھے اسلئے تھا چین تھا قرار تھا۔ سکون تھا۔ سکھ تھا اور اطمینان تھا۔ ادہر باپ کو دیکھا اور ادہر بھوک پیاس بند ہوگئی باپ نے ادہر پیار کیا اُدہر نہال ہو گئیں فاطمہؑ کو مفلسی کا رنج تھا اور نہ بے زری کا ملال باپ کا رنج بیٹی کا رنج اور باپ کا ملال بیٹی کا ملال تھا۔ فاطمہؑ کو خیال تھا تو باپ کا اور فخر تھا تو باپ کا۔ باپ کو اداس دیکھا تو رو پڑیں اور باپ کو خوش دیکھا تو ہنس پڑی۔

اُحد کے دن دشمنوں نے شہادت آنحضرت کی افواہ اڑادیں یہ خبر مدینہ پہنچی سننا ہی تھا کہ زمین تلووں سے نکل گئی۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ سر پیٹتی آہ و فریاد کرتی ننگے سر ننگے پاؤں میدان اُحد میں پہنچیں۔ بیہوش باپ کے قدموں میں لوٹ گئیں۔ سر اقدس کو گود میں رکھا اور سر کے بال کھول کر باپ کو سنگھائے باپ نے آنکھیں کھولیں۔ بیٹی کو سرہانے دیکھ کر

فرمایا فاطمہؑ! پھر باپ بیٹی لپٹ کر رونے لگے۔ بیٹی نے زخموں کو دھویا اور پٹی باندھی۔ تو چین آیا یہ تھے۔ باپ بیٹی۔

باپ جب بھی سفر سے لوٹ آتے ہیں۔ پہلے بیٹی کے گھر آتے ہیں۔ بیٹی باپ سے لپٹ جاتیں۔ اور اپنے بالوں سے گرد پائے اقدس صاف کرتی ہیں۔ باپ بیٹی کو پیار کرتے ہیں اور پھر اپنے گھر جاتے ہیں۔ یہ تھا باپ بیٹی کی محبت کا حال! کوئی کہاں تک گنائے۔ اور کہاں تک اس دردِ محبت کا واقعہ لکھے۔ غرض کہ فاطمہؑ کی دنیا محمدؐ تھی۔ اور دین محمدؐ تھا (روحی فداہ) فاطمہؑ کی جان محمدؐ تھی اور دل محمدؐ تھا۔ فاطمہؑ کا سکھ محمدؐ تھا اور چین محمدؐ تھے۔ باپ بیٹی کے دلوالے اور بیٹی باپ کی دلوانی۔

فاطمہؑ کو نہ زر کی پرواہ تھی نہ زیور کی خواہش تھی۔ نہ امارت چاہیئے تھے نہ دولت نہ محل چاہیئے تھے اور نہ قصر صرف محمدؐ روحی فداہ چاہیئے تھے۔ اور بس باپ تھے اور بیٹی۔ بیٹی تھیں اور باپ۔ بیٹی شادی کے بعد ایک دیوار آڑ رہنے لگیں۔ تو پیغمبرؐ بے چین ہو گئے۔ دو ایک مرتبہ بیٹی کے گھر آتے اور السلام علیکم اہل البیت فرماتے۔ تو بیٹی دوڑے دوڑے آتیں اور باپ سے چمٹ جاتیں تو باپ کو قرار آتا تھا۔ بیٹی باپ کے گھر آتیں تو باپ دوڑے دوڑے دروازہ تک جاتے پیار کرتے۔ سینہ سے لگالیتے اور ساتھ لاکر اپنی جگہ بٹھایا کرتے تھے۔

فاطمہؑ آنحضرتؐ کی تصویر اور حضرت خدیجہؓ کی تمنّا تھیں۔ فاطمہؑ شہنشاہ کونین کی بیٹی اور ملکہ عرب کی جائی تھیں۔ آرزوؤں تمناؤں کی جنی۔ لاڈ پیار کی پالی پوسی اور محبت کے گہوارہ میں جھولی ہوئی تھیں ماں کا کلیجہ اور باپ کی آنکھوں کا تارہ تھیں بڑی نازک دل۔ نازک دماغ۔ نازک خیال۔ نازک بدن۔ نازک مزاج اور نازک طبع تھیں جب تو پیغمبران کا ناز اٹھاتے تھے۔ آٹھ سال کی ننھی سی عمر میں بے ماں کی ہو گئیں۔ تو باپ نے سینہ پر رکھ کر پالا پوسا۔ سکھ دیا آرام دیا اور دگنا لاڈ پیار مرعی رکھا۔ بلکہ ان کی دیکھ بھال کے لئے حضرت سودہ کو گھر لایا تھا۔ فاطمہؑ باپ کی محبت میں بہل گئیں۔ اور باپ کو دیکھ کر ماں کو بھول گئیں باپ بیٹی کو دیکھ کر جیتے تھے اور بیٹی باپ کو دیکھ کر زندہ تھیں۔ باپ کو بیٹی کی جدائی گوارہ نہ تھی۔ اور بیٹی کو باپ

کی فرقت دو بھر نہ تھی۔

مگر زمانہ کہاں کسی کو سکھ سے بیٹھنے دیتا۔ فرقت اور محبت دو محبت والوں کے لئے فطری ہے۔ آخر وہ ناگوار گھڑی آگئی اور وہ نا فرجام شامت آپہنچی۔ فاطمہؑ کی ساری کائنات لٹنے والی تھی۔ اور فاطمہؑ اپنے باپ سے جدا ہونے والی تھیں۔ پیغمبرِ آخرالزمان بستر پر فرش اور دنیا سے رخصت پذیر ہیں۔ آہ آہ کر رہی ہیں۔ بیٹی کے آنسو رخسار مبارک پر گرتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ بیٹی کا سر سینے سے لگاتے ہیں۔ پیار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ بیٹا روؤ نہیں۔ تمہارے رونے سے حاملانِ عرش روتے ہیں۔ بیٹا میں تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ تم صبر کرو۔ اور تم کو اب صبر ہی کرنا ہوگا۔ تم مجھ سے جلد ملوگی۔ اچھا فاطمہؑ رخصت! اس کے بعد شہنشاہ کونین دنیا سے تشریف فرما ہوجاتے ہیں۔

دکھیا بیٹی کا کیا کہنا۔ کہ اس پر کیا گذری۔ تسکین دینے والا باپ کہاں کلیجے سے لگانے والا اب کہاں ایک پہاڑ سر پر گرا کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ فاطمہؑ کا سایہ اٹھ گیا۔ سرپرست دنیا سے رخصت ہوگیا۔ باپ کیا گئے۔ فاطمہؑ کی کائنات کھو گئی۔ فاطمہؑ اکیلی ہوگئیں۔ فاطمہ کی دنیا بے چراغ ہوگئیں۔ دن رات نظر آنے لگے۔ دلیس بدلیس دکھائی دینے لگا۔ گھر کاٹ کھانے لگا۔ یگانے بیگانے معلوم ہونے لگے۔ دلاری فاطمہؑ دکھیاری ہوگئیں۔ مدینہ کی شہزادی یتیم ہوگئیں۔ سکھی فاطمہؑ دکھی ہوگئیں فاطمہؑ کی نظروں میں مدینہ ویران دکھائی دینے لگا۔ زمین خار کھانے لگی۔ اور آسمان گھورنے لگا۔ خوشیوں کا گھر بیت الحزن بن گیا۔ رونا تھا اور فاطمہؑ تھیں۔ آہ وزاری تھی اور فاطمہؑ تھیں دن روتے کٹے اور راتیں روتے گذریں۔ حجرہ تھا اور فاطمہؑ تھیں یا مزار منور تھا اور فاطمہؑ تھیں دیکھنے والے پہچان نہیں سکتے تھے۔ سوکھ کر کانٹا ہوگئیں تھیں ابھی خامی تھیں گھل گھل تباہ ہوگئیں۔ آخرکار بھری جوانی میں بائیس تئیس برس کے سن میں باپ کے دو مہینے بعد بروایات چھ مہینے حضرت عائشہؓ و حضرت جابرؓ مروریہ حاکم دو جہاں کی بی بی اس ناپائیدار دنیا سے رخصت

ہو گئیں۔ یعنی سیدہ عالم بہشت سدھاریں۔ مریم اُمت فردوس روانہ ہو گئیں اور دو جہاں کی بی بی جنت تشریف لے گئیں۔ اور ہمارے نبیؐ کی جیتی جاگتی تصویر صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔

رخصتی کا دن بھی آخر دن ہی تھا۔ مگر یہ دن بالکل تاریک اور رات معلوم دیتا تھا۔ اس روز فاطمہؑ خوش تھیں۔ اور گھر میں اس روز بڑی چہل پہل تھی۔ خود غسل فرمایا۔ لباس پہنا اور اپنا تابوت اپنے ہاتھوں تیار کر لیا۔ اپنے معصوموں کو نہلایا دھلایا۔ صاف ستھرا کپڑا پہنایا۔ سرمہ لگایا۔ پیار کیا اور گلے لگایا پھر شوہر سے رخصت ہوئیں۔ اور وصیت فرمائی کہ ہمیں نہ غسل چاہیئے اور کفن ہم نے نہایا بھی اور پہنا بھی اور ہمارا جنازہ گھر سے نہ اُٹھے یہیں نماز ہو۔ اور یہیں دفن ہو۔ غیر کی چھاؤں نہ پڑے۔ غیر کا ہاتھ نہ لگے۔ بلکہ جنازہ پر سورج کی روشنی نہ پڑے۔ سارے کام آپ اپنے ہاتھوں انجام دیں۔ مدد کے لئے اسماؑ ہیں۔ عباس ابن عباس اور میرے دونوں بچے ہیں۔ یہی بہت ہیں۔ غالباً یہی مہینہ ۳ جمادی الاول اور یہی دن تھے۔ جبکہ آفتاب عصمت و طہارت غروب ہوا تھا۔

فاطمہؑ زہرا تم پر خدا کا درود و سلام۔ تمہارے پیارے باپ کا درود و سلام رسولوں۔ نبیوں کا درود و سلام۔ فرشتہ سیرت بی بی! تم پر فرشتوں کا درود و سلام مریم امت تم پر حوراں جنت کا درود و سلام۔ خاتون محشر تم پر اہل محشر کا درود و سلام۔ سیدہ عالم تم پر عالمین کا درود و سلام۔ بنی زادی تم پر تمہارے شوہر علیؑ کا درود و سلام۔ تمہارے لخت جگر حسنؑ کا درود و سلام۔ پیارے حسینؑ کے تن بے سر کا درود و سلام۔ تمہاری مصیبت ماری دختروں کا درود و سلام۔ تم پر تمہارے شیر خوار پوتے اصغرؑ کا درود و سلام تم پر اکبرؑ نوجوان کا درود و سلام۔ جیا کربلا کا درود و سلام۔ دکھیا سکینہ کا درود و سلام۔ فرقت کی ماری صغریٰ کا درود و سلام۔ سارے فاطمیوں کا درود و سلام۔ اور ہم غلاموں کا درود و سلام تم پر تمہارے باپ پر۔ تمہارے شوہر پر۔ تمہارے فرزندوں پر۔ اور تمہاری آل پر ساری اُمت کا درود و سلام۔ الی یوم القیام۔ اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ

جملہ امراض آنکھ کیلئے حیرت انگیز ایجاد

سرمہ شاہی

رجسٹرڈ ۲۱۸۷

قیمت فی تولہ ایک روپیہ

قاضی محمد احسان اللہ صاحب ایڈیٹر صاحب زمیندار تحریر فرماتے ہیں۔ حکیم سید ہاشم علی شاہ جیلانی نے ایک سرمہ تیار کیا ہے جس کی خواص بیان کرنے سے پہلے اس کی تیاری کی مختصر کیفیت بیان کر دینی بہتر ہے۔ ان کے دواخانہ کی طرف اکثر گذرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تقریباً دو ماہ تک ہم یہ دیکھ دیکھ کر گھبرا گئے۔ کہ سرمہ پس رہا ہے۔ مگر تیار ہونے کا نام نہیں لیتا۔ ان کے اہتمام اور مشقت کی داد تو ہم اس کی مکمل تیاری سے پہلے ہی دے چکے تھے۔ اب خود استعمال کرنے اور دفتر کے بعض دوسرے لوگوں کو استعمال کرانے کے بعد ہم شاہ صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں۔ ککروں کے لئے جالے پھولے اور ابتدائی نزول الماء کے لئے۔ ضعف بصارت کور چشمی خارش اور سرخی وغیرہ کے لئے شاہ صاحب کا شاہی سرمہ ایک قابل اعتماد چیز ہے آنکھوں کے مریض اس سرمہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں

میاں عبد العزیز بیرسٹرایٹ لا پریذیڈنٹ لاہور میونسپل کمیٹی تحریر فرماتے ہیں۔ کل میرے بھائی مسمی سراج دین سکنہ گنگا پور ضلع لائلپور نے اس امر کی اپنی زبانی تصدیق کی کہ سید ہاشم علی شاہ صاحب جیلانی کے سرمہ شاہی کے استعمال سے جو اس نے قریباً ایک ماہ استعمال کیا اس کی ہر دو آنکھ کی بینائی جو بالکل بند ہو چکی تھی۔ درست ہو گئی۔ اور اب وہ بلا امداد چلنے پھرنے کام کرنے کے قابل بغیر کسی چشمہ کے ہے۔ یہ شخص قریباً ۲۵۔۳۰ سال کی عمر کا تھا۔ جس نے اس سرمہ شاہی کی بہت تعریف کی۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ دیگر بہت اشخاص کو بھی اس سرمہ کے استعمال سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ مجھے اس امر پر بہت خوشی اور اطمینان ہوا ہے

مولوی مظہر علی صاحب اظہر بی۔ اے ایل۔ ایل بی ہائی کورٹ لاہور۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سرمہ شاہی کو ایک مریض ضعف بصارت پر استعمال کر کے دیکھا۔ کہ سرمہ شاہی فی الحقیقت از حد مفید ثابت ہوا ہے۔ جو کہ بہت کم عرصہ میں کمزوری نظر دور ہو گئی

جناب حکیم ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب صابری گڈھیالہ کلاں۔ ضلع سیالکوٹ۔ مجمع المکارم جناب حکیم صاحب احسن اللہ احوالکم۔ السلام علیکم مزاج مقدس۔ آپ کا سرمہ شاہی جو اپنی خوبی و فوائد میں لاثانی ہے۔ میں نے ایک مریض مایوس العین کو جو بڑے بڑے مشہور میڈیکل ہسپتالوں سے ناامید ہو کر زندگی سے بیزار ہو کر خودکشی کو حیات جاودانی چاہتی تھی۔ آہ و بکا اس کی روزانہ غذا تھی۔ چبھن اور جلن اور سرخی و آب رواں مثل نہر معلوم تھا۔ مجھ کو اس کی حالت دیکھ کر بڑا رحم آیا۔ میرے پاس آپ کے سرمہ شاہی کی ایک شیشی موجود تھی۔ فوراً اس کے حوالے کر دی۔ بلکہ ایک روپیہ خدا ترسی کر کے نقد اس کو دے دیا کہ مرغن غذا کھانا۔ آج میں ۱۱ ۶/۳۴ کو آبادی سے گذرا تو ایک آدمی نے دوڑ کر میری گھوڑی کی باگ تھام لینی چاہی تو مجھ کو تعجب ہوا۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کے غلام ہیں۔ میری ہمشیرہ بالکل راضی ہو گئی۔ میں نے جا کر دیکھا تو حیران ہو گیا۔ ایک ماہ میں کایا پلٹ چشمہ دیکھا۔ آپ کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ کہ شاہی سرمہ ہر ایک گھر میں موجود رہے۔

میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ آج میرے پاس مسمی ارجن سنگھ ٹریفک برانچ سینیئر سپرنٹنڈنٹ لاہور آیا۔ اور اس نے اپنی زبانی یہ تصدیق کیا کہ میری آنکھ میں ضرب کی وجہ سے جالا پڑ گیا تھا۔ میں نے ہزار علاج کئے۔ مگر میری آنکھ درست نہ ہوئی۔ لیکن سرمہ شاہی جو کہ حکیم سید ہاشم علی شاہ جیلانی کی ایجاد کردہ کے استعمال سے میری آنکھ سے چند روز میں جالا دور ہو گیا۔ اب میری آنکھ میں کسی قسم کا نقص نہیں رہا۔ اور نظر بھی بالکل درست ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مریض سرمہ شاہی کے استعمال سے صحت یاب دیکھے ہیں۔ مجھ کو دیکھتے ہوئے از حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ قیمت بالکل مختصر (صرف تین روپیہ فی تولہ) فائدہ حد سے زیادہ پتہ ذیل سے طلب کریں

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ سید جعفر حسین شاہ جیلانی منیجر مطب جیلانی رجسٹرڈ نمبر ۲۱۸۹ فیض باغ لاہور

مطب جیلانی کے نادر و نایاب مجربات

رجسٹرڈ نمبر ۲۱۸۹

جو کہ جناب محترم والد صاحب کے تجربہ شدہ سو فیصدی بحکم خدا تعالیٰ درست اور مجرب المجرب ہیں

شاہی حب مقصود (رجسٹرڈ)۔ مروارید ی عنبری زعفرانی ایک ایسی چیز کی تعریف کرنا جو تعریف کے قابل نہ ہو۔ ایسا گناہ ہے کہ جس کی روسیاہی خدا کے گھر تک ساتھ جاتی ہے۔ اسی طرح کسی مفید خلائق دوا کی خوبیوں کو پوشیدہ کرنا بدترین معصیت ہے۔ یہ دوا جس کا مضمون آپ کے پیش نظر ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ مقویات مفرحات اور قیمتی سے قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ مثلاً مشک عنبر مرجان یاقوت زہر مہرہ کشتہ نقرہ مروارید اور دیگر مقوی اور قیمتی اجزا کا مرکب ہے۔ ان کے تمام اجزا کو کیمیاوی اصول پر تیار کیا جاتا ہے۔ جس سے ان گولیوں کی قوت اور طاقت ہزار گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ ان گولیوں کے استعمال کرنے پر دوسرے ہی روز آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کے جسم مردہ میں ایک نئی روح پھونکی جا رہی ہے۔ تمام مردہ قوتیں زندہ ہو جاتی ہیں۔ ہر قسم کی کمزوری۔ ضعف دماغ۔ دوران سر۔ خفقان۔ اختلاج قلب پراگندگی خیالات وغیرہ کل شکایات کو زندگی بھر کے لئے دور کرنا ان کا خاص کام ہے۔ طبیعت میں غیر معمولی طاقت اور جوش مردانگی۔ ہمت اور بہادری چستی و چالاکی پیدا ہوتی ہے خواہ مخواہ اچھلنے کودنے کو جی چاہتا ہے۔ تمام اعصاب قوی رنگ صاف سرخ و سفید دماغ روشن اور حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد کمزور کو شہزور اور پہلوان بنا دیتی ہے۔ چند ہی روز میں بدن کو نہایت مضبوط بنا دیتی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ جو بالکل بلا مبالغہ ہے۔ کہ کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی ناکارہ اور کمزور کیوں نہ ہو

ان گولیوں کو بیس روز تک استعمال کر کے اپنی قوت ضبط پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد زندگی بھر میں پھر دوبارہ کسی مقوی دوائی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ وہ جوہر بے بہا ہے۔ جو درحقیقت موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔ اس کے استعمال کے بعد مرد میں وہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کہ یقینی طور پر اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے قیمت بیس گولیوں کی شیشی صرف چار روپے چالیس گولی آٹھ روپے۔

شاہی طلاء مرکب رجسٹرڈ:۔ جن لوگوں نے اپنی اٹھتی جوانی میں کوتہ اندیشی سے اپنی قوت خدا داد کو تباہ و برباد کر دیا ہو۔ رگ اور پٹھے بیکار اور سست ہو گئے ہوں۔ ان میں فرق عظیم آگیا ہو۔ عضو کی ساخت و بناوٹ میں فرق ہو۔ کجی۔ کوتاہی اور لاغری ہو جڑ میں باریکی ہو نشوونما میں کمی ہو۔ اور نامردی کے تمام آثار نمایاں ہوں۔ تو اس طلاء کا استعمال کرنا آبحیات کا کام دیتا ہے۔ یہ طلاء درحقیقت مردہ اور بے جان رگ و پٹھے میں نئی قوت اور نئی روح پھونک کر فرائض منصبی کے ادا کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔ ہر عمر اور مزاج کے لوگوں نے اس کو استعمال کر کے اس کے عجیب و غریب فائدوں کا تجربہ کیا ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں کی بدولت اپنی خدا داد قوت اور بیش بہا دولت کو تباہ و برباد کرنے والے حضرات جو یوں اور زندہ درگور ہو رہے ہیں۔ اس طلاء کی خدا داد تاثیر اور عجیب و غریب مقناطیسی اثر سے پھر اصلی حالت پر آگئے۔ اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ پا گئے۔ یہ طلاء ہر موسم میں مریض کے لئے مفید ہے۔ اس کے استعمال سے آبلہ وغیرہ نہیں اٹھتا۔ اور کوئی زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ قیمت فی شیشی درجہ خاص چار روپے آٹھ آنے محصول ڈاک بہر حال ۸ر آنے ہوگا۔ ایک شیشی میں ۱ تولہ وزن دوائی ہوتی ہے۔ جو ایک مریض کے لئے کافی ہے۔ ایک شیشی سے کم مقدار میں دوائی نہیں بھیجی جائے گی۔ کوئی صاحب آرڈر دے کر تضیع اوقات نہ فرمادیں۔ شاہی حب مقصود رجسٹرڈ اور ایک شیشی شاہی طلاء کی قیمت آٹھ روپے ۸۔

شاہی حب سنہری ممسک رجسٹرڈ۔۔ تفریح اور عیش و عشرت کی وہ گھڑیاں جو ایک منٹ میں ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کو اپنے حیرت انگیز اور جادو بھرے اثر سے بڑھا کر گھنٹوں اور پہروں تک قائم رکھتی ہے۔ سرعت کے مریضوں اور عیش پسند حضرات کی وہ مسرتیں جو چند سکنڈ ہی میں ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کو بعض اوقات اس درجہ قابو میں کر لیا جاتا ہے کہ جب تک ترشی نہ چکھیں گے۔ یہ لطف اندوز گھڑیاں بھی ختم نہ ہوں گی۔ جادو ہے۔ اکسیر ہے

عقل حیران کر دیتی ہے۔ ہر موسم ہر عمر اور ہر مزاج کے لوگوں کے لئے اکسیر سے بڑھ کر مفید ہیں۔ گرمی و خشکی پیدا نہیں کرتی۔ قیمت فی درجن دو روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار رہے گا محصول ڈاک آٹھ آنے ::-

شاہی حب جریان و احتلام رجسٹرڈ :- جریان بیرج کے آہستہ آہستہ خارج ہوتے رہنے کو کہتے ہیں۔ پیشاب کے پہلے یا پیچھے لیسدار رطوبات کا نکلنا۔ سونے میں بدخواب ہونا۔ یا بلاخواب کے مادہ منویہ کا نکل جانا۔ خیالات عشقیہ یا قبل از بوس و کنار کی حالت میں مادہ منویہ کا نکلنا جملہ حالات میں جریان کا اثر ہوتا ہے۔ جریان کے باعث قوائے جسمانی و دماغی قبل از وقت کمزور ہو جاتے ہیں۔ معدہ کی طاقت جواب دے دیتی ہے۔ چہرہ زرد اور بے رونق ہو جاتا ہے۔ خیالات ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔ خوشی اور قدرتی انبساط کوسوں دور رہتے ہیں۔ ہر وقت اداسی چھائی رہتی ہے زندگی کا کچھ لطف نہیں رہتا۔ خودکشی کرنے پر جی چاہتا ہے۔ ایسی حالت میں مرض کا فوراً علاج نہ کیا جائے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد لاعلاج قسم کی نامردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکا سب سے آسان اور بہترین علاج صرف ہماری تیار کردہ شاہی حب جریان و احتلام رجسٹرڈ کا استعمال ہے۔ جو ہزاروں تجربہ کے بعد اس منحوس مرض کو دور کرنے میں بے نظیر بلکہ اکسیر ثابت ہو چکی ہیں۔ قیمت چالیس گولیوں کی شیشی جو بیس دن کی خوراک ہیں چار روپے محصول ڈاک ۸

شاہی حب آتشک رجسٹرڈ :- یہ شاہی حب آتشک ہر قسم کے نر اور مادی و نئے اور پرانے مریض کے لئے بحکم خدا مسیحائی اثر رکھتی ہیں۔ ایک ہی ہفتہ کے استعمال سے اس موذی مرض سے انشاء اللہ نجات ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کے زخم کا نشان وغیرہ باقی نہیں رہتا۔ و نیز زخموں پر کسی قسم کی مرہم وغیرہ نہیں لگانی پڑتی زخم خود بخود انشاء اللہ العزیز چار یوم میں خشک ہو جاتے ہیں۔ اور بدن کندن کی مانند نکل آتا ہے۔ قیمت صرف دو ہفتہ کی شاہی حب آتشک پانچ روپیہ آٹھ آنہ شاہی حب آتشک کے ایک ہفتہ استعمال کرنے کے بعد ایک ہفتہ تک پرہیز بدستور رکھنا ہوگا۔ اس کے بعد خدانخواستہ کسی قسم کا نقص رہ جاوے تو دوسرے ہفتہ کی دوائی استعمال کی جاوے گی ~~~~~~ پرچہ ترکیب استعمال معہ سندات کے ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا ::

شاہی حب ٹھرا رجسٹرڈ :- جس کے استعمال کرنے سے ہزارہا بے رونق گھر بفضل خدا

کلیات گوشہ نشین معہ ضمیمہ مصنفہ مولوی برکت علی شاہ گوشہ نشین قیمت آٹھ آنے۔

بارونق ہو گئے ہیں۔ اور والد صاحب کے مدح خواں ہیں۔ ہزار ہا میں سے چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی عرض کرتا ہوں :۔

میاں محمد حسین :۔ صاحب ٹیلر ماسٹر فیض باغ لاہور۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے شاہی حب اٹھرہ کا اپنے گھر میں استعمال کیا ہے۔ چونکہ میرے گھر جو بھی بچہ پیدا ہوتا تھا۔ بعد پیدائش کے سوکھ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا جس سے بہت صدمہ ہوتا تھا۔ لہٰذا ہم نے شاہی حب اٹھرہ کا ایک ہی دفعہ استعمال کرایا ہے۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے ہمارے گھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ جو کہ بالکل صحت یاب ہیں۔ دستخط محمد حسین :۔

عبدالکریم پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے گھر میں حمل اول تو بعد از حمل ہونے بچہ ساقط ہو جاتا۔ پھر اگر مدت معین پر پوچتا بھی تو بعد از پیدائش کے فوت ہو جاتا۔ جس کو کہ کئی قسم کی مرضیں ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ رنگ بدل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا مجھ کو بہت سے صدموں کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی دوران ہم کو شاہی حب اٹھرہ کا پتہ ملا جو کہ حکیم سید ہاشم علی شاہ جیلانی کی تیار کردہ ہیں جن کو کہ ایک مدت حمل ہم نے اپنے گھر میں استعمال کرایا ہے۔ اب خدا کی رحمت سے ہمارے گھر ایک لڑکی ہے۔ جو کہ بفضل خدا بالکل صحت یاب ہے۔ لہٰذا ہم شاہ صاحب کو اس محنت شاقہ کی داد دیتے ہیں۔ جو کہ انہوں نے شاہی حب اٹھرہ تیار کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور خواہشمند حضرات کو آگاہ کرتے ہیں کہ شاہی حب اٹھرہ اپنے گھر میں استعمال کر کے قدرت خدا کا معجزہ دیکھیں۔ دستخط عبدالکریم۔ قیمت شاہی حب اٹھرہ جو کہ ایک مدت حمل کے استعمال سے اس موذی مرض سے ہمیشہ کے لئے بفضل خدا نجات ہو جاتی ہے۔ صرف للعہ چار روپے ۸ محصول ڈاک :۔

سوانحعمری اسد اللہ الغالب حضرت علیؑ ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

زمانہ قدیم میں جس قدر کتب مناقب امیر علیہ السلام میں تحریر ہوئیں۔ ان سے صرف عربی زبان ہی کے جاننے والے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اولاً تو ایسی کتب عام طور

بہ نایاب ہیں۔ لہٰذا عوام الناس کے فائدہ کے لیئے مولانا مولوی عبید اللہ صاحب
بسمل امرتسری نے کمال محنت سے لکھنؤ۔ آگرہ۔ دہلی۔ اور خصوصاً خدا بخش خان
صاحب وکیل کے مشہور عالم کتب خانہ واقع عظیم آباد پٹنہ اور دیگر ہندوستان
کی لائبریریوں کی سیر کے بعد سات سو مستند کتب احادیث و تفاسیر و سیر و اسماء
الرجال و تواریخ سے اس سوانحعمری کو مرتب کیا۔ جس میں خدائے بے نیاز کی مقدس کتاب
کی آیات اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ و آلہ وسلم کے دو ہزار سے زائد احادیث
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور آئمہ حدیث رحمتہ اللہ علیہم کے اقوال
اور سچے تاریخی واقعات مندرج ہیں۔ جو کہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب معتبرہ سے حاصل
کئے گئے ہیں۔ سوانحعمری کیا ہے۔ مظہر العجائب علیہ السلام کے روحانی، جسمانی اور
اور اخلاقی اوصاف کا مرقع کھینچکر دکھایا ہے۔ اگر اس سوانحعمری کو اس خیر البشر
جلیل الشان اسلامی ہیرو کا فوٹو کہیں تو بجا ہے علاوہ ازیں اہلبیت نبوی علیہ التحیۃ والثنا
کے فضائل بھی مندرج ہیں حجم ۴۸۰ صفحات تقطیع ۲۰×۲۶ سطر ۱۹ لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ
اعلیٰ قیمت مجلد للعہ ۲؍ محصولڈاک علاوہ (نوٹ) آرڈر کے ہمراہ ایک روپیہ پیشگی
آنے پر تعمیل آرڈر ہوگی:۔

ثبوت خلافت حصہ اول :۔ جناب امیر المومنین امام المتقین مظہر العجائب
والغرائب۔ امام المشارق والمغارب نائب رسول مقبول و زوج بتول اسد
اللہ الغالب سیدنا و مولانا و امامنا علی علیہ السلام کی پاک و مقدس و روحانی زندگی
جہاد فی سبیل اللہ خدمات اسلامی۔ سپہ سالاری ولی عہد و جانشینی۔ خلافت بلافصل
شان و فضائل و مناقب و ولایت و افضلیت کو کتاب اللہ و سنت و مطالعہ فطرت
و قانون قدرت سے ثابت کیا گیا ہے قیمت مجلد ولایتی ۱۲؍ بغیر جلد دو روپے عہ۔

ثبوت خلافت حصہ دوم :۔ جس میں معیار خلافت الٰہیہ حضرات اصحاب ثلاثہ
کی خلافت کیسے ہوئی۔ حالات سقیفہ بنی ساعدہ خلافت اجماعی اور حالات خلافت
اصحاب ثلاثہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر ریمارکس اور ریویو اور یورپین مورخین
کے خیالات۔ خطبہ شقشقیہ و اہل بیعت رسالت کی ناراضگی و دعاوی و براہین صادریہ
اور باغ فدک کا مفصل بیان لکھا گیا ہے۔ بارہ آئمہ اطہار کی امامت و خلافت بلافصل

علامہ سید حشمت علی صاحب قبلہ خیر اللہ پوری قیمت دس آنے:........

اور سوانحعمری مناقب اور فضائل کا اہلسنت وسواد اعظم کے بارہ خلیفوں کے ساتھ مقابلہ وموازنہ کیا گیا ہے۔ غرض چودھویں صدی میں شیعی دنیا میں ایسی سلیس اور مدلل ومفصل کوئی کتاب ثبوت خلافت میں نہیں چھپی ہر ایک مخالف اور معاند نے اس کے آگے سر جھکا دیئے ہیں۔ اپنی تلواریں نیام میں کر دی ہیں۔ اور بغلیں جھانکنے لگ گئے ہیں۔ یہ اس کتاب کی اعجاز و کرامت ہے۔ کہ جس شخص مخالف۔ خارجی وناصبی نے اس کے تردید و جواب میں قلم اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالی۔ اور وہ اس جہاں سے نامراد وابتر ہو کر چلتا بنا۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے دنداں شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ کہ قیامت تک سر اٹھا نہیں سکتے۔ یہ کتاب ہر ایک مومن کے لئے نور ایمان ضیاء چشم و حرز جان اور مسلم کے لئے رہبر کامل اور ہادی راہ صراط جناں ہے۔ کیوں نہ ہو یہ پاک و مقدس سوانحعمری شاہ مردان علیہ السلام ہے۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد ز پس پردہ غیب پدید۔

کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت صرف عہ مجلد ولایتی عہ

مذہب شیعہ حقیقی اسلام کی اصلیت۔ شان توحید و معرفت الوہیت و ربوبیت اور انوار آفتاب رسالت و تنویر قمر امامت خاندان نبوت واہلبیت رسالت کی منقبت و افضلیت و ولایت اور اصلی نماز محمدی و صلوات احمدی کی حقیقت اور مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے مابہ الامتیاز مسائل کی کتاب اللہ و سنت سے مطابقت حقیقت و صداقت جناب سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا کی فضیلت و جواز تعزیت پر کتاب اللہ و احادیث صحیحہ واقوال آئمہ الہدیٰ سے محققانہ بحث کی گئی ہے۔ پاک مذہب شیعہ کا نچوڑ اور لب لباب نکال کر پبلک کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ محقق اور منصف مزاج مسلمان اس کو نظر غور اور انصاف سے پڑھ کر شیعہ اور سنی کے آئے دن کے جھگڑے فتنہ و فساد اور شرارت سے باز رہیں۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب حجم چار سو صفحات قیمت صرف عہ مجلد عہ

کلید مناظرہ۔ مصنفہ مولوی برکت علی شاہ گوشہ نشین وزیر آبادی
قیمت دو روپے آٹھ آنے .... عہ

محمد سبطین صاحب قیمت ۱۲/ ۔ ماہیہ معاویہ قیمت ۵/ ۔ شہنشاہ کربلا قیمت دس آنے ۱۰/

موعظہ حسنہ المقلب بہ اظہار حقیقت

بجواب رسالہ

اظہار حقیقت: یہ ایڈیشن چہارم یعنی وہ پانچ گھنٹہ کی معرکۃ الآرا مکمل تقریر جو ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو بموقعہ بازار لاہور کی انجمن دائرۃ الاصلاح کے معرکۃ آرا چوٹی کے ساتھ سوالوں کا جواب دیتے ہوئے حضور حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین سرکار شریعت مدار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام برکاتہ نے مختلف المذاہب دس ہزار کے مجمع عام میں ۸۴ معتمدہ کتب اہل سنت کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں۔ اور کسی مخالف کو انکار کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔ بلکہ علمائے اہل سنت کو اس کے بعد اپنے مواعظ میں آج مجبوراً ان مسائل کا اعتراف کرنا پڑا۔ اسی رسالہ کے ذریعے اس وقت دو ہزار سے زیادہ نفوس شیعہ ہو چکے ہیں۔ اس تعداد میں تین انگریز ۵ سکھ ۹ ہندو بھی شامل ہیں۔ اب چوتھی مرتبہ یہ رسالہ بایزاد اضافہ اکثر حواشی جدیدہ مفیدہ شائع ہو چکا ہے۔ جس میں وہ اشتہارات بھی درج کر دئے گئے ہیں۔ جو منشی معراج الدین صاحب بانی انجمن دائرۃ الاصلاح نے اس موعظہ سے متاثر ہو کر اپنے عقیدہ کے متعلق شائع کر کے تمام ہندوستان کے سنی علما سے جواب طلب کیا تھا۔ اور اس وقت تک کوئی مولوی صاحب ان کا جواب نہ دے سکا۔ یہ چوتھا ایڈیشن خوشخط اور اعلیٰ طباعت دکاغذ ڈمی پر شائع ہوا ہے۔ قیمت صرف ۸/

موعظہ غدیریہ باردوم: یہ وہی تین گھنٹہ کی مکمل تقریر غدیریہ ہے۔ جو ۱۸ ماہ ذوالحجۃ الحرام کو جناب قبلہ و کعبہ علامہ صاحب دام ظلہٗ نے تقریباً پانچ ہزار کے مجمع عام میں حدیث غدیر فرماتے ہوئے معتبرہ و مستند کتب اہل سنت کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں اور تبلیغ رسالت غدیر خم کا نقشہ دکھا کر قلوب مومنین پر ہمیشہ کو لئے کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر لگا دی قیمت صرف ۵/

موعظہ مباہلہ باردوم: یہ وہی معرکۃ الآرا موعظہ مباہلہ ہے۔ جو ۲۴ ذوالحجہ کو حضور فیض گنجور حضرت علامہ صاحب دام ظلہ نے موضوع مباہلہ پر جامع۔

قیمت ؏ ۔ جبل العارفین ورثہ ۔ مولفہ حکیم سید احمد حسین صاحب مدظلہ قیمت ؏

نکات عجیبہ بیان فرماتے ہوئے ضمناً مخالفین خلافت کی رگ حیات کو کچھ ایسی طرح ادلہ واجلہ قاطع سے کچل ڈالا کہ تا زیست اب ہنگامہ آرائی کی اِن میں جرات پیدا نہ ہو سکے گی قیمت صرف ۵ آنے ﴿

موعظہ تقیہ (بار دوم):- جس میں موعظہ تقیہ کے متعلق مکمل تقریر بحوالہ کتب اہل سنت مندرج ہے۔ یہ وہی موعظہ تقیہ ہے۔ جس سے تین سُنی حضرات نے متاثر ہو کر مجمع عام میں اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ غرض کہ نہایت مدلل پر معانی رسالہ ہے قیمت صرف ۵ر آنے ﴿

کلید عملیات :- جس میں تمام دینی و دینوی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے اعمال اور تمام بیماریوں کو رفع کرنے کے لئے تعویذات درج کئے گئے ہیں۔ لہذا مولف صاحب نے تشنگان قرب الہی اور حاجت مندان بارگاہ ایزدی کو دوسری تمام کتب عملیات سے مستغنی کر دیا ہے۔ یہ کتاب متعدد علما کی تقاریظ سے مزین ہے۔ اور بڑی تقطیع پر (۲۴۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے ﴿

الغریب

یہ رسالہ سلسلہ عزاداری میں فی الواقعہ قابل دید ہے۔ اِس میں فلسفہ شہادت پر روشنی ڈالتے ہوئے معرکہ آرا مباحث کو حل کیا گیا ہے۔ اور مخالفین کی رگ حیات کو دلائل و براہین کے تیز حربوں سے ایسی طرح کاٹ دیا ہے۔ کہ قیامت تک اِن میں ہنگامہ آرائی کی جرائت نہ ہو سکے گی۔ اِس کے مباحث علیہ میں سے مسئلہ بیعت یزید کا جواب ماتباع حق کا اثر شہادت حسینؑ کفارہ نہیں ہے مصارف نذر و اسراف میں داخل نہیں۔ ماتم امام حسینؑ کیوں ضروری ہے۔ ذکر واقعات کربلا سے کیا اسباق حاصل ہوتے ہیں۔ مرثیہ خوانی امام حسینؑ کیوں کر جائز ہے۔ مظلوم سے ہمدردی فطری امر ہے۔ وغیرہ وغیرہ عنادین سے محققانہ رنگ میں ہر مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ یہ رسالہ اِس قابل ہے۔ کہ ہر گھر میں ہر مجلس میں پڑھ کر سنایا جائے۔ قیمت دو آنے ۲ر ﴿

گنجینہ معارف - مصنفہ حافظ سید ذوالفقار علی شاہ - قیمت چھ آنہ ۶ر

منظلومیت کی داستان قیمت ۴ر - تحفۃ العوام معہ دقہ قیمت ایک روپیہ ۸ر

اگر بہترین علمی ذخیرہ کے متلاشی ہو تو

شاہی جنتری

تحفہ سال نو — تحفہ سال نو

رجسٹرڈ ۲۱۸۶ لاہور

مرتبہ و مؤلفہ حکیم سید ہاشم علی شاہ صاحب جیلانی موجد سرمہ شاہی رجسٹرڈ مالک کتبخانہ شاہی مکتب جیلانی فیض باغ
جس کے متعلق مندرجہ ذیل علماء دین مذہب حقہ نے تحریرًا و تقریرًا پرزور سفارشیں فرمائی ہیں

اسمائے گرامی علماء کرام

(۱) عالی جناب حجۃ الاسلام سرکار شریعت مدار مولینا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان لکھنؤ۔

(۲) عالی جناب حجۃ الاسلام سرکار شریعت مدار مولینا سید علی نقی قبلہ مجتہد العصر الزمان لکھنؤ۔

(۳) رئیس الحفاظ جناب مولینا حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ۔

(۴) رئیس الحفاظ جناب مولانا حافظ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب جلالپور۔

(۵) جناب مولانا مولوی برکت علی صاحب جعفری گوجرانوالہ۔

(۶) جناب مولانا مولوی بشیر الملت مولانا محمد بشیر صاحب قبلہ فاتح ٹیکسلا۔

(۷) عالی جناب مولینا خواجہ محمد لطیف صاحب قبلہ انصاری مونگا۔

(۸) عالی جناب مصور جذبات قبلہ نور محمد نورؔ لدھیانوی مصنف قندیل نور۔

(۹) عالی جناب مولانا مولوی سید محمد صاحب قبلہ خطیب اعظم دہلوی۔

(۱۰) عالی جناب سید الواعظین مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ نونہروی۔

(۱۱) عالی جناب شیر پنجاب مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب قبلہ امرتسر۔

(۱۲) عالی جناب ملک العلماء مولانا فیض محمد خاں صاحب لکھیانوی۔

(۱۳) عالی جناب حجۃ الاسلام سرکار شریعت مدار مولینا سید علی الحائری صاحب۔

مندرجہ بالا حضرات گرامی کے علاوہ بے شمار اصحاب نے تعریفی خطوط ارسال کئے ہیں
حجم ڈیڑھ صد صفحہ تقریبًا۔ ٹائیٹل پانچ رنگا۔ سائز $\frac{22 \times 29}{8}$ قیمت فی جلد موازی ۶ر
دیگر ۱۹۳۹ء و ۱۹۴۰ء و ۱۹۴۱ء و ۱۹۴۲ء و ۱۹۴۳ء سو ۱۹۴۴ء و ۱۹۴۵ء کی شاہی جنتری پوری
فائل عہ۸ روپیہ بذریعہ منی آرڈر آنے پر روانہ کی جاوے گی

جعفریہ بک ایجنسی کی نادر و نایاب کتب

مجموعہ کلام شعرائے کرام در شان اہلبیت علیہم السلام

مولفہ و مرتبہ حکیم سید ہاشم علی شاہ صاحب جیلانی مولف شاہی جنتری لاہور جس میں متقدمین و دور حاضرہ کے بزرگان دین و شعراء کرام کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام در شان محمدؐ و آل محمدؐ کے درج کئے گئے ہیں۔ کتاب کیا ہے مومنین کے لئے تحفہ جلاء ایمان ہے۔ بالخصوص ذاکرین حضرات کے لئے تحفہ ہے ہر صفحہ گلدستہ نور علیٰ نور ہے۔ جس کو قبلہ شاہ صاحب نے بڑی محنت و مشقت کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ شروع کلام توحید بارالہ اس کے بعد نعت درود سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پھر تعریف جناب سے شروع کیا ہے۔ حتیٰ کہ جناب آخر الزمان علیہ السلام تک چہاردہ معصومین کی شان میں چیدہ چیدہ مناقب قصیدے نیز سلام رباعیات مختلف شعراء کرام کے درج کئے ہیں۔ جن کو بڑی محنت اور زر کثیر خرچ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ فوراً طلب فرما کر ملاحظہ فرما دیں۔ حجم دو سو صفحہ سے زائد سائز ۲۲×۲۹/۸ قیمت عہ علاوہ محصولڈاک۔

قرآن اور حسین علیہ السلام :۔ مصنفہ شاعر مشہور و معروف فردوسی زمان حسان الہند قادر الکلام عالی جناب چوہدری دلو رام کوثری مرحوم حیدرآباد دکن اس کتاب میں قرآن شریف اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے فضائل و شمائل اور مناقب و محامد کا تذکرہ ہے۔ جو بالکل نیا مضمون ہے۔ جس کو آج تک کسی شاعر نے رشتہ نظم میں منسلک نہیں کیا۔ آخر تین نظمیں نہایت درد انگیز و رقت آمیز مرثیہ کے طور پر سبط الرسولؐ و اہلبیت بتولؑ کی شان میں ہدیہ ناظرین کی گئی ہیں۔ غرض کہ یہ کتاب متبرک اور مقدس چیز ہے۔ قیمت صرف ۵ آنے۔

در بے بہا ۸/ ۔ یزید نامہ ۴ ۔ تطبیق ۶/ ۔ خلافت الٰہیہ حصہ سویم قیمت ۸/

بشارت انجیل مصنفہ حسان الہند قادر الکلام عالی جناب چوہدری دلو رام صاحب مرحوم کوثری۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں حصہ اول میں مصنف ممدوح نے انجیل مقدس سے حضرت مولیٰ علیؑ کی ولادت باسعادت کا مفصل ذکر کیا ہے شروع سے لے کر تادم آخریں تمام حالات زندگی اور جمیع انبیاؑ کی بشارتیں نہایت عمدہ نظم میں درج ہیں۔ حصہ دوئم علیؑ اور انبیاء جس میں حضرت مولیٰ علیؑ مرتضےٰ کے محامد و اوصاف کا انبیاء علیہم السلام سے موازانہ کیا ہے۔ نیز آپ کے زہد و ریاضت شجاعت اوالعزمی وغزوات کے عالی شان کارنامے۔ شہادت کا واقعہ ہائلہ نہایت المناک جہاں گداز نظم کے پیرائے میں درج ہیں۔ حصہ سوئم حضرت عباسؑ علمدار کا واقعہ شہادت حادثہ کربلا معلےٰ مرثیہ کی طرز میں نہایت رقت انگیز و درد انگیز ذکر ہے۔ نیز سوانح حیات درج ہیں قیمت ۸ آب کوثر ۵

نعتیہ کلام فی شان سید الانام :۔ مصنفہ حضرت مولینا علامہ تاج الدین احمدؒ صاحب تاج لاہوری۔ اس کتاب میں صاحب موصوف نے اسماتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ عید میلاد النبی صلعم۔ حلیہ محبوب خدا صلعم۔ شب معراج شریف مختلف دلکش اور بے نظیر نعتوں کا مجموعہ ہے۔ آخر میں تین بڑی نظمیں۔ حضرت امام حسینؑ میدان کربلا کے موزوں عنوان سے موسوم ہیں۔ جن کے پڑھنے سے رسول اللہ صلعم اور اہل بیت نبوی کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ ضرور مطالعہ کیجئے قیمت ۳

اسیران اہلبیت :۔ مصنفہ شاعر مشہور عالی جناب صاحبزادہ سید محمدؒ شاہ صاحب نطیس۔ قادری فاضلی بٹالوی۔ یہ کتابؒ گلشن رسالت پر خزاں کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں مصنف ممدوح نے واقعہ کربلا معلےٰ و اسیران اہل بیت کا ذکر جانگداز و روح فرسا نہایت درد انگیز و رقت آمیز مرثیہ کے پیرائے میں درج کیا ہے۔ سنگدل انسان بھی جب اس کو پڑھے ضرور اس کے دل میں اثر ہوتا ہے۔ اور زار زار رونے لگ جاتا ہے۔ غرض کہ میدان کربلا کے صحیح حالات کو تاریخی حیثیت سے پیش کیا ہے قیمت ہر حصہ ۱۰

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ سید جعفر حسین شاہ جیلانی منیجر جعفریہ بک ایجنسی رجسٹرڈ نمبر ۲۲۲۶ فیض باغ لاہور

قبلہ امرتسری قیمت ۱۲ انوار القرآن مولفہ ڈاکٹر نور حسینؒ صاحب قیمت دس آنے ۱۰

اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا

جہاد کا پر جلال چہرہ حقائق کی روشنی میں

شروح الحرب ترجمۂ فتوح العرب (یعنی) اس کتاب کے مترجم مولوی ممتاز بیگ صاحب ہیں۔ شروع میں ایک مختصر دیباچہ ہے جس میں متعصب غیر مسلموں کے اس دعوے کو کہ اسلام زبردستی اور تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ متعدد معقول و مدلل وجوہ پیش کر کے غلط ثابت کیا گیا ہے۔ اور جہاد کے متعلق جسے دشمنان اسلام بڑے زور شور سے اپنے دعوے کی تائید و حمایت میں بطور دلیل پیش کیا کرتے ہیں۔ حقیقت کے چہرے سے یوں پردہ اٹھایا گیا ہے کہ جہاد کا جاری ہونا لوگوں کو جبراً دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اس کی غرض و غایت یہ تھی۔ کہ جو لوگ ملک میں فتنہ فساد پھیلا کر امن و امان میں خلل ڈالتے تھے۔ انہیں ان کی شرانگیزیوں کی مناسب سزا دی جائے۔ اس کے بعد غزوات کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو ساڑھے پانسو سے زیادہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور آخر میں آنحضرت کے حجۃ الوداع اور وصال پر اجمالی روشنی ڈالی گئی ہے ترجمہ صاف رواں اور زبان سلیس و فصیح ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ضخامت ۵۷۳ صفحات۔ سرورق دبیز۔ رنگین اور خوشنما۔ کاغذ اچھا۔ کتابت و طباعت عمدہ قیمت ہے تین روپیہ صرف۔

اسد اللہ یعنی سوانح حیات حضرت علی کرم اللہ وجہہ مصنفہ مولانا نذیر احمد صاحب بی۔ اے منشی فاضل۔ اس کتاب میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ یعنی خلیفہ چہارم کی زندگی کے حالات پیدائش سے لے کر وفات تک نہایت تحقیق اور صحت و صفائی کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ غالباً اس سے بہتر کتاب ملنا امر محال ہے۔ باخبر اسلامی حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت موزوں کرالی گئی ہے سرورق چار رنگ کے بلاک کا لگایا گیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت فی جلد مہ/ رعایتی عیر

جنت الفردوس کے روح پرور پھول!

یعنی

اکابرِ اسلام کے پاکیزہ اور زندگی بخش حالات

فردوس آسیہ! یہ کتاب مولوی شیخ محمد عبدالوہاب صاحب دہلوی مغفور کے پاکیزہ قلم کا خوشگوار ثمرہ ہے۔ جو انہوں نے اپنی اہلیہ مرحومہ کی یادگار کے طور پر تصنیف کی تھی۔ اس میں خلفائے راشدین اہل بیت۔ حضرت امام حسینؓ و حضرت امام حسنؓ اور بقیہ ائمہ کے پاکیزہ حالات سپرد قلم کئے ہیں۔ چونکہ مصنف خود ایک متقی۔ روشن ضمیر۔ صاحب حال۔ سینے میں اسلام کا سچا درد اور دل میں ترقی ملت کی حقیقی تڑپ رکھنے والے بزرگ تھے۔ اس لئے جو کچھ ان قلم سے نکلا ہے۔ اس میں سوز و گداز اور کیف و تاثیر کی بجلیاں بھری ہوئی ہیں۔ جو پڑھنے والے کے دل و دماغ کو غیر محسوس طریق پر اس درجہ متاثر کر دیتی ہے۔ کہ وہ اور ہی عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی طبیعت برائیوں سے ہٹ کر نیکیوں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ کیا آپ دین اور دنیا دونوں کے اعتبار سے کامیاب زندگی بسر کرنے کے آرزومند ہیں۔ اگر ہیں۔ اور یقیناً آپ کو ایسا ہی ہونا چاہیئے تو فردوس آسیہ کی سیر کیجیے۔ جس کے پاکیزہ پھولوں کی خوشبو آپ کے جسم و روح کو معطر کر دے گی۔ ضخامت ۲۱۶ صفحات سرورق رنگین کاغذ اور لکھائی چھپائی پسندیدہ قیمت عہ

محبوبِ خدا کا ذکر جمیل مصباح المجالس قاضی غلام علی دہری مرحوم کی یہ کتاب بارہ مجلسوں پر منقسم ہے۔ جن میں شہنشاہ کونین محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جمیل کو بمبئی کی پیاری اردو میں نظم کیا گیا ہے۔ ہر اردو دان مسلمان کو چاہیئے کہ پیارے رسول کے پیارے حالات سے دل کو پر نور اور روح کو مسرور کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ ضخامت ۲۹۶ صفحات۔ سرورق چکنا۔ رنگین اور نظر فریب کاغذ اور کتابت و طباعت پسندیدہ قیمت ایک روپیہ چار آنے ؛

خون کی بارش

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

روضۃ البکا

جناب فقیہ مرحوم نے اِس کتاب میں لالہ زارِ اسلام کے پھول پھول اور پتے پتے کو خونِ جگر سے سینچنے والے باغبانوں یعنی خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشوں حضرت امامین علیہما السلام کے مناقب اور زہرہ گداز واقعات شہادت بمبئی کی اُردو میں نظم کیے ہیں۔ انداز بیان ایسا دردناک ہے۔ کہ شعر پڑھ کر پاش پاش کر سنگ دل سے سنگدل انسان کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ضخامت ۵۶ صفحات سرورق نہایت جاذب نظر کاغذ مضبوط۔ کتابت و طباعت عمدہ قیمت ایک روپیہ ۴ر

سلسلہ قادریہ کی آنکھ کا تارا

زین المجالس

قاضی محمد یوسف مرگھے مرحوم نے اِس کتاب کو گیارہ مجلسوں میں منقسم کر کے ان میں سلطان الاولیا غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے پاکیزہ حالات پر نہایت لطیف پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ کتاب نظم میں ہے۔ اور بمبئی کی اُردو میں لکھی گئی ہے۔ عام مسلمانوں کو بالعموم اور قادری حضرات کو بالخصوص اِس کتاب کا مطالعہ کرنا اور اسے حرزِ جان کر کے ہر وقت پاس رکھنا چاہیئے۔ ضخامت ۴۴ صفحات۔ سرورق دبیز۔ رنگین اور نہایت خوبصورت کاغذ اچھا لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ایک روپیہ صرف ۵

عروس کربلا ۱۲ ۔ نوحہ زندگی ۱۲ ۔ طوفان و حیات ۴ر ۔ جوہر قدامت ۴ر ستونتی ۷ر ۔ غدر کی ماری شہزادیاں ۱۲ ۔ گلدستہ عید ۸ر ۔ منازل ترقی ۴ر

صاحبزادہ سید جعفر حسین شاہ جیلانی منیجر جعفریہ بک ایجنسی قیصر باغ لاہور

[illegible] علی شاه [illegible]

تیار کردہ زیر نگرانی عالی جناب حکیم سید ہاشم علی شاہ صاحب جیلانی موجد منہ شاہی

جسم کی تمام کمزوریوں کا زود اثر علاج قدرت الٰہی کا حیرت انگیز کرشمہ!

یعنی

قوت اسید شاہی

رجسٹرڈ ۲۱۹۰

مکمل خوراک دس ۱۰ روپے نمونہ دس خوراک پانچ روپے

المشتہر صاحبزادہ سید جعفر حسین شاہ جیلانی منیجر مطب جیلانی فیض باغ لاہور

شاہی حب مقصود رجسٹرڈ
جریان و احتلام کا واحد علاج

منہ شاہی رجسٹرڈ ۲۱۸۷
قیمت فی تولہ تین روپے

شاہی حب اعظم رجسٹرڈ
قیمت مکمل خوراک

شاہی طلا مرکب رجسٹرڈ